بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قَالَ الْاِلٰہُ الحَقُّ

مَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡھَوٰی ؕ

اِنۡ ھُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی

خلاصہ تیسیر مصطلح الحدیث

مصنف

محمد علی حسن ماتریدی

Contents

مقدمة الكتاب

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي أنزل الكتاب هدى للناس، وجعل السنة النبوية بيانًا له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله، صلوات الله وسلامه عليه، وعلى آله وأصحابه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين۔ أما بعد!

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کو قیامت تک کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنایا اور فرمایا:

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (النحل: ۴۴)

"اور ہم نے آپ پر یہ ذکر (قرآن) نازل کیا، تاکہ آپ لوگوں کے لیے واضح کریں جو ان پر نازل کیا گیا ہے، اور تاکہ وہ غور و فکر کریں۔"

یہ آیت کریمہ اس حقیقت کی نشاندہی کرتی ہے کہ حدیث نبوی ﷺ در حقیقت قرآن مجید کی توضیح و تفسیر ہے۔ قرآن مجید کو مکمل اور صحیح طور پر سمجھنے کے لیے حدیث کا سہارا لینا ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امتِ مسلمہ نے ازل سے ہی علم حدیث کی حفاظت اور اس کے اصول و ضوابط کی تدوین کو اپنی ذمہ داری سمجھا۔

ومقاما اخر

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو انسانیت کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنایا اور اس کی وضاحت کے لیے نبی کریم ﷺ کی سنت کو محفوظ فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ. إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ" (النجم: ۳-۴)

"اور وہ (نبی ﷺ) اپنی خواہش سے نہیں بولتے، یہ تو وحی ہے جو ان پر نازل کی جاتی ہے۔"

یہی وجہ ہے کہ محدثین کرام نے احادیث کی حفاظت، تحقیق اور درجہ بندی کے لیے علم حدیث کے اصول وضع کیے، تاکہ دین خالص اور محفوظ رہے۔

تیسیر مصطلح الحدیث—ایک تعارف

علم حدیث کے اصولوں کو سہل اور عام فہم انداز میں بیان کرنے کے لیے علامہ محمود الطحان رحمہ اللہ نے "تیسیر مصطلح الحدیث" تحریر فرمائی۔ یہ کتاب اپنی اختصار، جامعیت اور سہولت کی بنا پر پوری دنیا میں علم حدیث کے طلبہ کے لیے ایک معیاری اور بنیادی نصاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں محدثین کے طریقہ کار، حدیث کی اقسام، روایت کے اصول، جرح و تعدیل کے ضوابط، اور سند و متن کی تحقیق کے اصولوں کو نہایت عمدگی سے بیان کیا گیا ہے۔

خلاصة تیسیر مصطلح الحدیث=ایک تعارف

"خلاصة تیسیر مصطلح الحدیث" کی تالیف کا مقصد یہی تھا کہ اصل کتاب (تیسیر مصطلح الحدیث) کے مضامین کو مزید مختصر، جامع اور سہل انداز میں پیش کیا جائے۔ اس خلاصے میں میں نے غیر ضروری طوالت سے گریز کیا ہے، اشہر المصنّفات کے تذکرے کو حذف کیا ہے، اور صرف بنیادی اصولوں پر زور دیا ہے۔ مثالوں کو بھی انتہائی اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، تاکہ قاری پر غیر ضروری تفصیلات کا بوجھ نہ پڑے۔

البتہ، میں نے چوتھے باب پر خصوصی توجہ دی ہے، کیونکہ یہ سند کے بارے میں ہے حدیث میں سند کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے امام عبداللہ بن مبارکؒ کا قول "اِلاسناد من الدین" (سند دین کا حصہ ہے) ہمیشہ ہمارے لیے مشعلِ راہ رہا ہے۔

"خلاصة تيسير مصطلح الحديث" کی تکمیل ایک مبارک مہینے میں ہوئی، جو یقیناً اس کام کی برکت اور اہمیت کو مزید بڑھادیتا ہے، **اس کا آغاز 18 رمضان 1446 ہجری کو ہوا اور اختتام 25 رمضان 1446 ہجری کی شب میں ہوا۔**

یہ علمی کام ایک ایسے وقت میں مکمل ہوا جو رحمت، مغفرت اور برکت کا مہینہ ہے۔ رمضان کی ان بابرکت گھڑیوں میں حدیث کے علم پر کام کرنا ایک سعادت ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ خلاصہ محض ایک علمی کاوش نہیں بلکہ ایک روحانی وابستگی کا بھی اظہار ہے۔

اے نورِ نظر! جان لو کہ تم ایک عظیم کام میں مشغول ہو، وہ کام جس سے زمین و آسمان والے خوش ہوتے ہیں، جس کی بدولت نبی کریم ﷺ کے فیوض و برکات کا دروازہ تم پر کھلتا ہے۔ یہ وہ علم ہے جس نے ماضی میں بڑے بڑے ائمہ و محدثین پیدا کیے، اور آج تمہیں اس کا وارث بنایا جا رہا ہے۔

اے لختِ جگر! علمِ حدیث کا راستہ آسان نہیں، اس میں مشقتیں بھی ہیں، آزمائشیں بھی۔ راتوں کی نیند قربان کرنی ہوگی، خواہشات کو پسِ پشت ڈالنا ہوگا، اور صبر واستقامت کے ساتھ آگے بڑھنا ہوگا۔ لیکن یاد رکھو! جو شخص حدیث کے نور سے اپنے دل کو منور کر لیتا ہے، اس کا سینہ اطمینان سے بھر جاتا ہے، اور وہ دنیا و آخرت میں سرخرو ہو جاتا ہے۔

اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! جب تم کسی حدیث کو پڑھو، تو یوں محسوس کرو کہ گویا خود نبی کریم ﷺ تمہیں یہ حدیث سنا رہے ہیں۔ تمہارے دل میں ان کا ادب اور عظمت ہونی چاہیے، تمہاری زبان ان کے الفاظ کو سچے جذبے کے ساتھ ادا کرے، اور تمہارا عمل ان کی تعلیمات کا آئینہ دار ہو۔

اے میرے دل کے سکون! سند و متن کو سمجھنے میں غور و خوض کرو، محدثین کے طریقوں کو اپناؤ، ان کی محنت، ان کے اصول، ان کے اخلاص سے سبق لو۔ کیونکہ تم جن راستوں پر قدم رکھ رہے ہو، ان راہوں پر امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، اور دیگر جلیل القدر محدثین چل چکے ہیں۔ تمہیں ان کے نقشِ قدم پر چلنا ہے، تمہیں ان کی وراثت کا امین بننا ہے۔

اے میرے پیارے! علمِ حدیث کا اصل حق اس وقت ادا ہو گا جب تم اپنی زندگی کو حدیثِ نبوی کے سانچے میں ڈھال لو گے۔ یہ علم محض کتابوں میں لکھے ہوئے الفاظ نہیں، بلکہ ایک عملی دستور ہے۔ جو علم تم سیکھو، اس پر عمل کرو۔ جو بات نبی کریم ﷺ نے فرمائی، اسے اپنی زندگی کا حصہ بنالو۔ جب تم ایسا کرو گے، تو نہ صرف دنیا میں عزت پاؤ گے بلکہ قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کے سامنے فخر کے ساتھ کھڑے ہو سکو گے۔

میری دعا ہے کہ "خلاصة تیسیر مصطلح الحدیث" طلبہ، محققین اور عام قارئین کے لیے رہنمائی کا ذریعہ بنے، اور علم حدیث کو آسان اور عام فہم انداز میں سیکھنے میں مدد دے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول فرمائے اور اسے امت مسلمہ کے لیے نفع بخش بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین

مختصر تعارف صاحب تیسیر مصطلح الحدیث

نام ونسب :

علامہ محمود بن طحان ایک جید محدث، فقیہ اور محقق تھے، جنہوں نے علم حدیث کے فروغ میں نمایاں خدمات انجام دیں۔

ولادت وابتدائی زندگی :

آپ 12/6/1935 میں حلب، شام میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقے میں حاصل کی اور بعد ازاں اعلیٰ تعلیم کے لیے مشہور علمی مراکز کا رخ کیا۔ آپ کا رجحان بچپن سے ہی دینی علوم کی طرف تھا، خاص طور پر حدیث کے علم میں گہری دلچسپی رکھتے تھے۔

تعلیم :

آپ نے جامعہ ازہر (مصر) سے حدیث اور علومِ اسلامیہ کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ یہاں آپ کو اس وقت کے جید محدثین اور اساتذہ سے استفادہ کا موقع ملا، جن میں کئی معروف علماء شامل تھے۔

علمی مقام اور خدمات :

علامہ محمود الطحان اپنے زمانے کے مشہور اساتذہ میں شمار ہوتے تھے۔ آپ نے علم حدیث کی تدریس اور تصنیف وتالیف میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ خاص طور پر "تیسیر مصطلح الحدیث" آپ کی وہ تصنیف ہے جو علمی حلقوں میں بے حد مقبول ہوئی۔ یہ کتاب حدیث کی اصطلاحات اور اصولوں کو آسان زبان میں سمجھانے کے لیے لکھی گئی اور آج بھی مدارس اور جامعات میں پڑھائی جاتی ہے۔

تصانیف

آپ کی مشہور تصانیف درج ذیل ہیں:

۱. **تیسیر مصطلح الحدیث**—یہ علم مصطلح الحدیث پر ایک جامع اور آسان کتاب ہے، جس میں احادیث کی اقسام، ان کی صحت و ضعف کے اصول، سند و متن کی جانچ اور محدثین کے منہج پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔

۲. **أصول التخريج ودراسة الاسانيد**—یہ کتاب احادیث کی تخریج اور ان کے اسناد کی جانچ پر ایک جامع علمی تحقیق ہے۔ اس میں حدیث کے ماخذ، ان کی درجہ بندی اور روایت کے اصول تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔

۳. **"معجم المصطلحات الحديثية"** علامہ محمود الطحان کی ایک اہم تصنیف ہے، جو علم حدیث کی اصطلاحات کو جامع اور منظم انداز میں پیش کرتی ہے۔ یہ کتاب خاص طور پر ان طلبہ، محققین اور علما کے لیے مفید ہے جو حدیث کی فنی اصطلاحات کو آسانی سے سمجھنا چاہتے ہیں۔

درس وتدریس

آپ نے کئی جامعات میں تدریس کے فرائض انجام دیے اور دنیا بھر کے طلبہ نے آپ سے علم حاصل کیا۔

وفات

علامہ محمود الطحان کا انتقال 24/11/2022 میں ہوا۔ آپ کی وفات علمی دنیا کے لیے ایک بڑا نقصان تھی، لیکن آپ کی تصانیف آج بھی حدیث کے طلبہ اور محققین کے لیے مشعل راہ ہیں۔

علمی میراث

آپ کی سب سے بڑی میراث آپ کی کتب ہیں، جو آج بھی دنیا بھر میں حدیث کے طالب علموں اور محققین کے لیے راہنمائی کا ذریعہ ہیں۔ علم حدیث کی آسان تفہیم اور اصولوں کو عام فہم بنانے میں آپ کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

دُعا

اللہ تعالیٰ علامہ محمود الطحان کی علمی و دینی خدمات کو قبول فرمائے، ان کے درجات بلند کرے، اور ہمیں ان کی لکھی ہوئی کتب سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ ہمیں بھی دین کی صحیح سمجھ اور حدیث کی خدمت کرنے کی سعادت نصیب کرے۔ آمین

بنیادی علم حدیث کی اصطلاحات

علم مصطلح الحدیث

یہ وہ اصول و قواعد ہیں جن کے ذریعے حدیث کی مقبولیت و عدم مقبولیت اور سند و متن کی حالتوں کو پہچانا جاتا ہے۔

موضوع:

حدیث کے سند و متن کی قبولیت و عدم قبولیت کے اعتبار سے جانچ کرنا۔

فائدہ:

صحیح حدیث کو ضعیف احادیث سے جدا رکھنا

حدیث:

لغوی معنی: نئی چیز (اس کی جمع خلاف قیاس: احادیث ہے)۔

اصطلاحی معنی: ہر وہ قول، فعل، سکوت یا صفت جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہو۔

خبر:

لغوی معنی: اطلاع دینا (جمع: اخبار)۔ **اصطلاحی طور پر تین اقوال ہیں:**

1. حدیث اور خبر مترادف ہیں۔
2. حدیث صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی جبکہ خبر دوسروں سے بھی مروی ہو سکتی ہے۔
3. خبر حدیث سے عام ہے، یعنی حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی اور خبر کسی سے بھی منقول ہو سکتی ہے۔

اثر: لغوی معنی: باقی رہ جانے والا نشان۔ اصطلاحی ۲ اقوال ہیں

1. اثر اور حدیث ہم معنی ہیں۔

2. اثر وہ قول یا فعل ہے جو صحابہ یا تابعین سے منقول ہو۔

اسناد: اس کے دو معنی ہیں

۱۔ حدیث کو اس کے کہنے والے کی جانب منسوب کرنا سند کے ساتھ

۲ وہ سلسلۂ رجال جو متن تک پہنچاتا ہے۔

السند

جس پر بھروسہ کیا جائے نیز سند کو اس لئے سند کہتے ہیں کہ متن کا بھروسہ اور سہارا اسی پر ہوتا ہے

اصطلاحی تعریف: وہ سلسلہ رجال جو متن تک پہنچا دے

متن:

لغوی معنی: مضبوط اور بلند جگہ۔

اصطلاحی معنی: سند کے بعد والا کلام جس پر حدیث کا دار و مدار ہوتا ہے۔

مسند (نون کی زبر کے ساتھ) لغوی معنی: کسی چیز کو بلند کرنا اور منسوب کرنا۔

اصطلاحی 3 معانی ہیں:

1. وہ کتاب جس میں ہر صحابی کی روایات علیحدہ درج ہوں۔

2. وہ مرفوع حدیث جس کی سند متصل ہو۔

3. جب مسند "سند" کے معنی میں ہو تو مصدر میمی ہوگا۔

مسند (نون کی زیر کے ساتھ)

وہ شخص جو حدیث کو اس کی سند کے ساتھ روایت کرے، چاہے اسے حدیث کے معنی و مفہوم کا علم ہو یا نہ ہو۔

محدث

وہ شخص جو حدیث کو روایت بھی کرے اور اس کے معانی کو بھی سمجھے، حدیث کے علم میں مہارت رکھے اور احادیث و رواۃ کے حالات سے واقف ہو۔

حافظ

1. اکثر محدثین کے نزدیک یہ محدث کے مترادف ہے۔
2. بعض کے نزدیک یہ محدث سے اعلیٰ درجہ رکھتا ہے کیونکہ وہ تمام طبقاتِ رواۃ سے بہتر واقف ہوتا ہے۔

حاکم

وہ شخص جس نے تمام احادیث کا علم حاصل کر لیا ہو اور بہت ہی کم احادیث ایسی ہوں جن کا اسے علم نہ ہو۔

الفصل الاول

آج ہمارے پاس حدیث جو پہنچی ہے اس کی دو قسمیں ہیں:-

۱.متواتر :

۲.آحاد :

پس اگر حدیث کے طرق اتنے زیادہ ہوں کے ان کی تعداد کا شمار نہ ہو سکے تو اسے متواتر کہیں گے۔

اور اگر حصر ہو جائے تو اسے احاد کہیں گے۔

(نیز ان میں سے ہر ایک کی چند تفاصیل ہیں)

البحث الاول

(الخبر المتواتر)

متواتر اسم فاعل کا صیغہ ہے باب تفاعل سے۔

اصطلاحی تعریف:- خبر متواتر وہ حدیث کہ اس کے روات اتنے زیادہ ہوں کہ انکے اجتماع علی الکذب کو عادۃ محال جانے۔

- خبر متواتر ۴ شرطوں کے ساتھ مشروط ہے۔

۱۔عدد کثیر نے اسکو روایت کیا ہو۔

۲۔یہ کثرت تمام طبقات میں موجود ہو۔

۳۔اس کثرت کے اجتماع علی الکذب کو عادۃ محال جانے۔

۴۔ان رواۃ کی خبر کی بنیاد حسی ہو۔

نوٹ: حس سے مراد ایسے الفاظ سے روایت کرنا ہے جو حواس خمسہ پر دال ہو جیسے سمعنا، رأینا، لمسنا۔

متواتر کا حکم :

متواتر ایسے علم یقینی کا فائدہ دیتی ہے جس سے انسان تصدیق جازم کے طور پر تصدیق کرتا ہے۔آسان الفاظ میں کہوں تو اندھ بھکت بن جاتا ہے۔

متواتر کی ۲ قسمیں ہیں

۱۔متواتر اللفظ: یعنی وہ حدیث جو لفظا اور معناًمتواتر ہوں

۲۔متواتر المعنٰی: جو صرف معنا متواتر ہو

متواتر کا وجود:

احادیث متواترہ پائی جاتی ہیں. جیسے حدیث الحوض حدیث المسح علی الخفین وغیھما ثابتان

المبحث الثانی

(خبر الآحاد)

اصطلاحی تعریف:

وہ حدیث جو متواتر کی شرطوں کو جامع نہ ہو

خبر الآحاد یہ علم نظری کا فائدہ دیتا ہے یعنی اس سے علم یقین حاصل نہیں ہوتا

عموماً حدیث کے طرق کے تعداد کی طرف نسبت کرتے ہو خبر واحد کی ۳ اقسام ہیں

- عزیز
- مشہور
- غریب

(الخبر المشهور)

وہ حدیث جس کے تمام طبقات میں ۳ سے زیادہ رواۃ ہوں البتہ حد تواتر کو نہ پہنچی ہو۔

حدیث المستفیض : یہ تعریف ۳ اختلاف پر مبنی ہے۔

۱۔ مستفیض اور مشہور مترادف ہیں۔

۲۔ یہ مشہور سے خاص ہے یعنی مستفیض میں یہ شرط لگائی جائے گی کہ اس کی سند کے دونوں کناروں پر برابر برابر رواۃ ہوں یعنی اول طبقے میں اگر ۱۰ رواۃ ہیں تو آخری طبقے میں بھی ۱۰ ہوں۔

۳۔ یہ مشہور سے عام ہے یعنی حدیث مشہور میں وہ شرط ہو گی جو سابق میں مستفیض میں لگائی گئی ہے۔

مشہور کی ایک قسم ہے مشہور غیر اصطلاحی:

اس سے مراد یہ ہے کہ ایسی خبر جو سابقہ معتبر شرطوں کے بغیر کسی خاص طبقے کے لوگوں میں مشہور ہو جائے

اب یہ عام ہے کہ

- اسکی کوئی ایک سند ہو
- یا اس کیلیئے ایک سے زیادہ سند ہوں
- یا جسکے لیئے کوئی سند ہی نہ ہو

اس کی مختلف قسمیں ہیں:

جیسے کوئي حدیث مشہور ہے صرف محدثین میں یا فقھاء میں یا اصولین میں یا نحویین میں یا عام لوگوں میں۔

حکم المشھور:

حق تو یہ ہے کہ اس پر کوئی حکم نہیں لگایا جا سکتا۔

کیونکہ مشہور کی یہ دونوں قسمیں صحیح بھی حسن بھی ضعیف بھی بلکہ موضوع بھی ہو سکتیں ہیں البتہ مشہور اصطلاحی اگر صحیح حدیث ہو تو اس کیلیئے ایک خصوصیت ہوتی ہے جس سے وہ عزیز و غریب پر ترجیح پا جاتی ہے،

العزیز

عزیز صفت مشبہ کا صیغہ ہے یا تو ضرب سے تو یہ قَلَّ کے معنے میں ہو گا

یا پھر فتح سے تو یہ قوی یعنی سختی کے معنی میں ہو گا

اصطلاحی تعریف۔۔۔وہ حدیث جس کے تمام طبقات سند میں 2 رواۃ سے کم نہ ہو

مثالہ۔لا یؤمن احد کم حتی اکون الخ۔

الغریب

یہ صفت مشبہ ہے منفرد کے معنی میں یا اپنے اقرباء سے دور ہونے کے معنی میں

اصطلاحی تعریف۔وہ حدیث جس کی روایت میں ایک ہی راوی تنہا ہو

غریب کا دوسرا نام فرد ہے

بعض لوگ فرد اور غریب کو مترادف مانتے ہیں

اور بعض لوگ اس میں مغایرت مانتے ہیں اور ان دونوں کو الگ الگ شمار کرتے ہیں

البتہ حافظ ابن حجر ان دونوں کو مترادف مانتے ہیں ہر اعتبار سے مگر یہ کہ آپ فرماتے ہیں اہل اصطلاح ان دونوں کے درمیان مغایرت کرتے ہیں کثرت الاستعمال اور قلت الاستعمال کی بناء پر۔

پس فرد کا اطلاق زیادہ تر فرد مطلق پر ہوتا ہے اور غریب کا اطلاق فرد نسبی پر

موضع تفرد کی بناء پر غریب دو قسم کی جانب منقسم ہوتی ہے۔

1 **غریب مطلق**۔وہ حدیث جس کے اول طبقے میں غرابت ہو۔

2 **غریب نسبی**۔وہ حدیث جس کے سند کے درمیان غرابت ہو۔

نوٹ۔۔غریب نسبی کو غریب نسبی نام اس لیئے بولا جاتا ہے کیوں کہ تفرد یہ شخص معین کی جانب نسبت کرتے ہوئے ہوتا ہے

غریب نسبی کی چند اور قسمیں ہیں

جو کسی شیئ معین کی جانب نسبت کرتے ہوئے غریب ہوتی ہے

جیسے۔۔روایت حدیث میں ثقہ کا تفرد یا راوی معین کا راوی معین سے تفرد کا ہونا وغیرھما

غریب کی دوسری تقسیم

علماء نے غریب کو غرابت سند و غرابت متن کے اعتبار سے بھی تقسیم کیا ہے

1 غریب متنا. و سندا۔۔وہ حدیث جس کے متن کے روایت میں ایک راوی کا تفرد ہو

2 غریب اسنادا لا متنا۔۔جو صرف سندا غریب ہو

خبر واحد کی تقسیم قوت و ضعف کے اعتبار سے

خبر الآحاد منقسم ہوتی ہے خواہ وہ مشہور ہو یا عزیز ہو یا غریب ہو قوت و ضعف کی جانب نسبت کرتے ہو 2 قسم کی طرف:

- مقبول
- مردود

1 **مقبول**۔وہ حدیث جس کی خبر دینے والے کا صدق غالب و راجح ہو۔

حکم المقبول۔اس سے حجت قائم کرنا اور اس پر عمل کرنا واجب ہے۔

2 **مردود**۔وہ حدیث جس کی خبر دینے والے کا صدق غالب و راجح نہ ہو۔

حکم المردود۔نہ اس سے حجت پکڑی جائے گی نہ اس پر عمل کیا جائے گا۔

الفصل الثانی

[الخبرالمقبول] اس میں دو بحثیں ہیں

اول: اقسام المقبول۔

ثانی: مقبول کی تقسیم اس اعتبار سے کہ اس پر عمل کیا جائے گا یا نہیں۔

المبحث الاول

خبر مقبول اپنے مراتب کے مختلف ہونے کے اعتبار سے 2 بنیادی قسموں کی جانب منقسم ہوتی ہے

- صحیح
- حسن

پھر ان میں سے ہر ایک 2 قسموں کی جانب منقسم ہوتا ہے

- لذاته
- لغيره

پس مقبول کی اقسام اس طرح ۴ کو پہنچ جاتی ہے:

۱۔صحیح لذاته

۲۔صحیح لغيره

۳۔حسن لذاته

۴۔حسن لغيره

اب ہم آپ پر ان کے بارے میں تفصیلا بحث کرتے ہیں:-

[الاول الصحیح]

صحیح ہونا یہ لفظ جسم کے بارے میں اصل ہے جیسے کہا جاتا ہے شیر محمد اب صحیح ہے یعنی اسکے جسم میں جو پہلے بیماری تھی اس سے وہ نجات پا گیا پس یہ لفظ جسم میں اصل اور حدیث میں مجازا بولا جاتا ہے۔

اصطلاحی تعریف۔ صحیح وہ حدیث ہے جس کی سند متصل ہو اسکے روایت کرنے والے رواۃ اول طبقے سے لیکر آخر طبقے تک عادل وضابط ہوں اور وہ حدیث شاذ یا معلول نہ ہو۔

اے میرے بچہ اگر تو اس تعریف میں غوطہ زن ہو جائے تو تجھے محسوس ہوگا یہ تعریف ۵ باتوں کو اپنے گلے لگائی ہوئی ہے جن میں 3 ایجابی ہیں اور 2 سلبی ہیں۔

1 اس حدیث کی سند متصل ہو۔

2 تمام روات عادل ہو:

یعنی رواۃ مسلم ہوں عاقل ہوں بالغ ہوں فاسق نہ ہوں اور مروت کو پامال کرنے والے نہ ہوں۔

3 راویوں کا ضابط ہونا:

یعنی رواۃ کی یادداشت اچھی ہو خواہ یہ انکے ذہن کی مضبوطائی کی وجہ سے ہو یا نوٹ بک بنانے کی وجہ سے ہو۔

4 حدیث شاذ نہ ہو:

یعنی کہ ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ کی یا ثقات کی مخالفت نہ کرتا ہو۔

5 حدیث میں کوئی علت نہ ہو علت سے مراد یہ ہے کہ حدیث میں کوئی ایسا سبب پوشیدہ ہو جو حدیث کی صحت میں عیب پیدا کرتا ہو جب کہ حدیث کا ظاہر ایسی علت سے محفوظ لگتا ہو۔

حکم خبر الصحیح

صحیح حدیث پر عمل کرنا واجب ہے محدثین اور معتمد اصولین اور فقہاء کا اس بات پر اجماع ہونے کی وجہ سے پس خبر الصحیح احکام شرع کیلئے حجت ہے اور مسلمان کو اس پر عمل کو ترک کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

اے میرے لخت جگر یہ بات یاد رکھ جب محدثین فرمائیں ھذا حدیث صحیح تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث سابقہ 5 شرائط کو جامع ہے اور جب فرمائیں ھذا حدیث غیر صحیح تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں سابقہ پانچوں یا ان میں سے کچھ شرائط اس میں نہیں ہے۔

سوال۔

کیا کسی سند کو یقینی طور پر سب سے زیادہ صحیح سند کہا جا سکتا ہے۔

جواب۔

اس میں مختار مذھب یہ ہے کہ نہیں اس کے باوجود بعض حضرات نے اس کا قول کیا ہے لیکن یہ صرف انہیں کے نزدیک ہے ان کی سند پر دیگر لوگوں کا اجتماع نہیں ہے۔

ایک اور سوال

محض صحیح احادیث میں سب سے پہلی کتاب کونسی ہے؟

جواب: صحیح بخاری۔ صحیح مسلم

ان دونوں میں کونسی ہے

صحیح البخاری اور وہ اسلئے کہ صحیح البخاری کی احادیث یہ زیادہ مضبوط ہیں سند کے متصل اور رجال کے اوثق ہونے کے اعتبار سے مزید یہ کہ اس میں وہ فقہی استدلالات نکات و حکمت موجود ہیں جو صحیح مسلم میں نہیں ہیں۔اور یہ فضیلت باعتبار مجموعہ ہے ورنہ تو صحیح مسلم میں کچھ ایسی احادیث ہیں کہ وہ صحیح بخاری کی بعض احادیث پر فصلیت رکھتیں ہیں۔

ایک سوال

کیا بخاری مسلم نے تمام صحیح احادیث کا احاطہ کرر کھا ہے

ارے نہیں نہیں نہیں

توکیا بہت صحیح احادیث چھوڑیں ہیں یا تھوڑی بہت

اس میں حافظ ابن اخرم نے فرمایا کہ تھوڑا بہت چھوڑا ہے،البتہ صحیح یہ ہے کہ بہت کچھ اس میں فوت ہو گیا ہے۔

- **اچھاتوان دونوں میں کتنی صحیح احادیث ہیں؟**

البخاري میں ۷۲۷۵ **(7275)**

المسلم میں ۱۲۰۰۰ **(12000)**

:مکررات کوحذف کرکے چار چار ہزار احادیث بچتیں ہیں.

ہم باقی صحیح احادیث کا کہاں مطالعہ کریں؟

باقی صحیح احادیث کو ہم پائیں گے معتمد مشہور احادیث کی کتب میں جیسے صحیح ابن خزیمة صحیح ابن حبان اور مستدرك الحاكم اور السنن الاربعہ و غیرھا۔ان کتب میں حدیث کا ہونا ہی صحیح ہونے کیلئے کافی نہی ہے بلکہ مصنف کا اس کی صحت پر صراحت کرنا ضروری ہے،البتہ اگر مصنف نے اس کی شرط لگائی ہو کہ وہ اس میں صرف صحیح حدیث ہی لکھے گا تو اس میں ہونا ہی کافی ہے۔

مستدرک الحاکم صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابی حبان کا تعارف:

مستدرک الحاکم

یہ ایک ضخیم کتاب ہے اس کے مؤلف نے اس میں شیخین یا ان میں سے ایک کی شرائط پر ایسی احادیث صحیحہ کو ذکر کیا ہے جو ان سے فوت ہو گئی تھیں اور بعض ان احادیث کو بھی ذکر کیا ہے جو ان کے گمان میں صحیح تھیں حالانکہ وہ صحیح نہیں تھیں اور یہ نرمی اختیار کرتے ہیں حدیث پر صحیح کا حکم لگانے میں اسلئے ان کی احادیث پر تتبع سے کام لیا جائے گا۔

صحیح ابن حبان: یہ اجیب و غریب ترتیب پر مرتب ہے اور یہ ابواب و مسانید پر مرتب نہیں ہے اور اس کتاب کی حدیث پر آگاہی حاصل کرنا بہت دشوار ہے اور یہ بھی نرمی سے کام لیتے ہیں البتہ امام حاکم سے کم

صحیح ابن خزیمہ۔ یہ صحیح ابن حبان سے اعلی ہے حدیث کی طلب میں کامل ہونے کی وجہ سے یہاں تکہ مصنف نے سند میں ادنی سے کلام ہونے کی وجہ سے صحیح کا حکم لگانے سے اپنے آپ کو روک لیا ہے۔

المستخراجات علی الصحیحین

موضوع المستخرج:

وہ یہ ہے کہ مصنف کتب احادیث کی کسی کتاب کو لے پھر وہ اس کی احادیث کو اپنی ذاتی سند کے ساتھ بیان کرے اس طور پر کہ وہ جس کی کتاب سے حدیث لی ہے اس کے شیخ میں جا کر یا اس شیخ کے اوپر اس کے ساتھ جمع ہو جائے۔

- **سوال: کیا مستخرجات کے مصنفین مستخرجات میں وہی الفاظ لکھتے ہیں جو صحیحین میں ہوتے ہیں؟**

جواب: نہیں اور یہ اس لیئے ہوتا ہے کہ یہ حضرات اپنے اساتذہ سے نقل کرتے ہیں تو الفاظ میں تھوڑا بہت اختلاف ہو جاتا ہے۔اسی طرح پورا نے مصنفین جب یہ کہتے ہیں رواہ البخاری یا رواہ المسلم تو ان کی روایت بھی الفاظ میں کچھ تبدیلی کے ساتھ ہوتی ہے رواہ البخاری و رواہ المسلم کا مطلب اس حدیث کا مفہوم و معنی ہوتا ہے۔

- **سوال: کیا ایک حدیث جسے ہم مستخرجات سے منقول کرتے ہیں اسے ہم صحیح کی جانب منسوب کر سکتے ہیں؟**

جواب: ایسا کرنا جائز نہیں ہے مگر دو امروں میں سے کسی ایک کے ساتھ ہی

ایک اس حدیث کا صحیحین کی روایت سے مقابل کرے۔

دو یا یہ کہ صاحب مستخرج یا مصنف اس بات کی صراحت کرے کہ بخاری یا مسلم نے انہیں الفاظ سے روایت کیا ہے۔

صحیحین پر مستخراجات لکھنے کے کیا فائدہ ہیں؟

بہت فائدہ ہیں ان میں سے دس امام السیوطی نے اپنی کتاب التدریب میں ذکر کیے ہیں۔

ان میں سے اہم یہ ہیں:

- سند کا عالی ہونا: یعنی مصنف مستخرج کی سند اس حدیث کی اصل سند سے عالی بھی ہو سکتی ہے۔
- صحیح کی تعداد میں اضافہ کا ہونا۔
- کثرت طرق کی وجہ سے قوت کا حاصل ہونا۔

شیخین نے جو کچھ روایت کیا ہے اس کی صحت کا کیا حکم ہے؟

وہ احادیث جن کو انہوں نے متصلا بیان کیا ہے ان کا حکم تو صحت کا ہے باقی وہ حدیث جن کی ابتدائی سند میں کچھ راوی حذف ہیں ان کا مندرجہ ذیل حکم ہے۔

جو صیغہ جزم یا معروف صیغہ کے ساتھ ہیں تو اس حدیث کا حذف شدہ حصہ تک بالکل صحیح ہونے کا حکم ہے۔

اور وہ احادیث جو صیغہ جزم کے ساتھ نہیں یا مجہول کے صیغہ کے ساتھ ہو تو اس کا حکم صحت کا نہیں ہے اس کے باوجود وہ بہت زیادہ ضعیف بھی نہیں کیونکہ وہ ایسی کتاب میں ہے جو صحیح ہے اور مقولہ ہے کہ نسبت شئ سے ممتاز ہوتی ہے

مراتب الصحیح

صحیح حدیث کے کئی مرتبے ہیں

- جس کی روایت پر امام بخاری اور امام مسلم کا اتفاق ہو (یہ سب سے بلند مرتبہ ہے)
- پھر جسے اکیلے امام بخاری نے روایت کیا ہو۔
- پھر جسے اکیلے امام مسلم نے بیان کیا ہو۔
- پھر جو بخاری و مسلم کی شرط پر ہو مگر انہوں نے روایت نہ کیا ہو۔

- پھر جو صرف بخاری کی شرط پر ہو مگر امام صاحب نے بیان نہ کیا ہو۔ پھر جو صرف مسلم کی شرط پر ہو مگر اُنہوں نے بیان نہ کیا ہو۔
- پھر جو ان دونوں کے علاوہ ائمہ کے نزدیک صحیح ہو مثلاً: ابن خزیمہ اور ابن حبان مگر وہ حدیث شیخین کی شرط پر نہ ہو۔

شرط الشیخین

شیخین کی کیا شرط ہے اس کا انھوں نے کچھ بیان نہیں کیا ہے البتہ علماء نے استقراء کرتے ہوئے کچھ اندازہ لگایا ہے ان میں بہترین قول یہ ہے کہ وہ حدیث ان دونوں یا ان میں سے کسی ایک کتاب کے راویوں کے طریقہ سے مروی ہو اس کیفیت کی رعایت کرتے ہوئے جس کا شیخین نے التزام کیا ہے اپنی روایت میں۔

متفق علیہ کا کیا مطلب ہے

یعنی شیخین کا اس پر اتفاق ہے

- **کیا صحت حدیث کیلئے اس کا عزیز ہونا شرط ہے؟**

صحیح ہونے کیلئے یہ شرط نہیں ہے اس معنی کرکے کہ اس کی دو سند ہو۔

[الثانی الحسن]

لغوی بحث:

حسن صفت مشبہ ہے جمال کے معنی میں

اصطلاحی تعریف:

حسن لذاتہ کی تعریف میں اختلاف ہے البتہ صاحب کتاب کے نزدیک ابن حجر کی تعریف پیاری ہے اور وہ یہ ہے ،وہ خبر واحد جو عادل اور کامل ضبط کے راویوں سے متصل السند ہو معلل نہ ہو اور شاذ بھی نہ ہو تو یہ صحیح لذاتہ ہے اور اگر کسی راوی کا ضبط ہلکا پڑ جائے تو حسن لذاتہ ہے الحاصل ممکن ہے کہ حسن کی یہ تعریف کی جائے ابن حجر کی تعریف پر بناء کرتے ہوئے

حسن وہ حدیث ہے: جس کی سند متصل ہو کسی ایسے عادل کی نقل ہو جس کا ضبط کمزور ہو ابتداء سے انتہاء تک شاذ و معلول نہ ہو۔

حکم الحسن

یہ صحیح کی طرح کار گر ہے حجت کے باب میں اگرچہ قوت میں اس سے کم ہے

- **مراتب الحسن**

جیساکے صحیح کے بعض مراتب بعض مراتب سے مختلف ہوتے ہیں اسی طرح حسن کے بھی مراتب ہیں سند کے مرتبہ کے لحاظ سے

• محدثین کے قول حدیث صحیح الاسناد اور حسن الاسناد کا مرتبہ

محدثین کا قول ھذا حدیث صحیح الاسناد اس کا درجہ انکے قول ھذا حدیث صحیح سے کم ہے

اسی طرح

ان کا قول ھذا حدیث حسن الاسناد یہ کم درجہ رکھتا ہے ھذا حدیث حسن سے۔

• ترمذی اور انکے علاوہ کا قول حدیث حسن صحیح کا معنی

اس عبارت کا ظاہر بڑا مشکل ہے کیونکہ یہ اجتماع نقیضین کو شامل ہے تو اس کا بہترین جواب ابن حجر صاحب نے یہ دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے اگر حدیث کی دو سند ہوں یا دو سے زیادہ تو معنی یہ ہو گا کہ حدیث حسن ہے ایک سند کے اعتبار سے اور ایک کے اعتبار سے صحیح ہے اور اگر اس کیلئے ایک ہی سند ہو تو معنی ہو گا یہ حسن ہے ایک قوم کے نزدیک اور ایک کے نزدیک صحیح۔

امام بغوی نے اپنی کتاب مصابیح میں خاص اصطلاح رکھی ہے اور وہ یہ ہے جب وہ کسی ایسی حدیث کی جانب اشارہ کرنا چاہتے ہیں جو صحیحین میں ہو تو اسکے لئے کہتے ہیں صحیح

اور اگر وہ حدیث سنن اربعہ میں ہو تو کہتے ہیں حسن پس اسی وجہ سے بہت ساری صحیح احادیث صحیح نہیں اور حسن احادیث حسن نہیں اور یہ انکی اپنی ذاتی تقسیم ہے تو اے میرے منّنے اس سے متنبہ رہنا۔

[الثالث الصحیح لغیرہ]

وہ حسن لذاتہ حدیث کہ جب اس جیسی یا اس سے قوی حدیث دوسری سند سے روایت کی جایے تو اس کا نام صحیح لغیرہ رکھتے ہیں۔

مرتبہ الصحیح لغیرہ

اس کا مرتبہ حسن لذاتہ سے اعلی ہے اور صحیح لذاتہ سے کم ہے۔

[الرابع الحسن لغیرہ]

تعریف: وہ ضعیف حدیث جس کے طرق متعدد ہوں اور اس کا سبب ضعف فسق الراوی یا کذب الراوی نہ ہو۔

- **مرتبہ**

یہ حسن لذاتہ سے درجہ میں کم ہوتی ہے

- **حکم**

یہ ایسی مقبول ہے جس سے حجت قائم کی جائے گی۔

المقبول بالمحتف بالقرائن

مقبول کے اختتام پر مصنف نے بحث کی اس حدیث کے بارے میں جو حدیث مقبول تو ہے ساتھ ہی ساتھ وہ کسی قرینہ سے ملی ہوئی ہے

اور یہ قرائن ایسے زائد امور ہیں جب یہ خبر واحد سے ملتے ہیں تو اسکی قوت میں اضافہ کر دیتے ہیں اور اس حدیث کیلئے ایک خصوصیت پیدا کر دیتے ہیں

محتف بالقرائن کی انواع:

خبر محتف بالقرائن کی چند انواع ہیں۔ان میں سے مشہور یہ ہیں:

- وہ حدیث جسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہو اور وہ تواتر کی حد کو نہ پہنچی ہو تو ایسی خبر کا چند قرائن نے احاطہ کیا ہے، جو یہ ہیں:
- اس فن اور میدان میں بخاری و مسلم کی عظمت اور جلالت کا ہونا۔اور یہ دونوں ائمہ اپنے غیر سے صحیح کی تمیز میں مقدم اور پیش پیش ہیں۔
- علما کا ان دونوں کی کتابوں کو تلقی بالقبول کرنا۔
- یہ تلقی بالقبول ایک ایسا قرینہ ہے جو زیادہ قوی ہے۔علم کا فائدہ دینے میں بہ نسبت ان کے جو کثرت طرق سے ثابت ہیں لیکن تواتر کی حد سے قاصر ہیں۔
- جب اس حدیث کے مختلف طرق اور سندیں ہوں اور وہ تمام کے تمام راویوں کے ضعف اور علل سے پاک ہوں
- اس حدیث کو ایسے مسلسل اور باہم لگاتار حافظ اور متقن وضابط رواۃ نے بیان کیا ہو اس حیثیت سے کہ وہ غریب نہ ہو۔جیسے: وہ حدیث جسے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے امام شافعی رحمہ اللہ سے اور امام شافعی نے مالک سے روایت کیا ہے،اور امام شافعی رحمہ اللہ سے روایت کرنے میں امام احمد کا دوسرا بھی کوئی شریک ہو۔اور امام مالک سے بیان کرنے میں امام شافعی کا کوئی موافق اور شریک ہو۔

محتف بالقرائن کا حکم:

اخبار احاد مقبول کی کوئی بھی قسم ہو پس خبر محتف بالقرائن کی وجہ سے راجح ہو جائے گی۔اگر خبر محتف بالقرائن کسی اور حدیث جو محتف بالقرائن نہیں ہے) باہم متعارض ہو جائیں تو خبر محتف بالقرائن کو مقدم اور راجح سمجھا جائے گا۔

خبر مقبول کی تقسیم معمول بہ اور غیر معمول بہ کی جانب:

اس کی دو قسمیں ہیں

- المحکم و مختلف الحدیث
- الناسخ والمنسوخ

بحث المحکم و مختلف الحدیث

محکم باب افعال سے اسم مفعول ہے اتقان کے معنی میں۔

- **اصطلاحی تعریف:** وہ حدیث مقبول جو اپنی مثل کے متعارض سے سلامت ہو اور اکثر حدیث ایسی ہی ملتی ہیں۔

تعریف مختلف الحدیث

یہ اختلاف سے اتفاق کی ضد ہے۔

- **اصطلاحی تعریف**
- وہ حدیث مقبول جو اپنے مثل کے متعارض ہو ساتھ ہی ساتھ ان دونوں کے درمیان تطبیق ممکن ہو

جو شخص ۲ متعارض حدیث کو پائے تو اس پر کیا ضروری ہے۔

جب ان دونوں حدیثوں کو جمع کرنا ممکن ہو تو جمع کرے اور عمل کرے۔

اور جب جمع کرنا ممکن نہ ہو کسی وجہ سے تو یہ چند ٹرک فولو کرے۔

1. دونوں میں سے کسی کا ناسخ معلوم ہو تو ناسخ پر عمل کرے اور منسوخ کو چھوڑ دے۔
2. اور اگر ناسخ معلوم نہ ہو تو ان میں سے ایک کو ترجیح دے دوسری پر۔ ترجیح کی ان وجوہات کی وجہ سے جن کی تعداد 50 یا اس سے بھی زائد کو پہنچتی ہے اور پھر راجح پر عمل کرے اور اگر ترجیح نہ دے پائے تو توقف کرے اور یہ بہت کم ہوتا ہے۔

اس فن کی اہمیت بہت زیادہ ہے اور اس میں ترجیح کا کام ماہر علماء ہی سر انجام دے سکتے ہیں

ناسخ الحدیث ومنسوخہ

تعریف النسخ

- **لغوی بحث**

اس کے دو معنی ہیں الازالۃ اور النقل

- **اصطلاحی تعریف**

شارع کا اپنے پہلے حکم کو بعد میں نازل کردہ حکم کی وجہ سے اٹھالینا اس کی پہچان بہت دشوار ہے اور امام شافعی اس میں بہت ماہر تھے

ناسخ کو منسوخ سے کیسے پہچانیں گے؟

▽ رسول اللہ کی صراحت سے

▽ صحابی کے قول سے

▽ تاریخ کی معریفت سے

▽ اجماع کی دلالت سے

الفصل الثالث

الخبر المردور

یہ فصل 3 ابحاث پر مشتمل ہے

1 الضعیف

2 سند کے ساقط ہونے کی وجہ سے مردور

3 راوی میں طعن کے سبب مردود

الخبر المردود و اسباب ردہ

تعریف:

وہ حدیث جس میں خبر دینے والے کی صداقت راجح نہ ہو، علماء نے خبر مردود تو کی بہت ساری اقسام کی ہیں اور انھوں نے ان اقسام میں سے بہت پر اسماء خاصہ کا اطلاق کیا ہے اور کچھ وہ ہیں جن پر اسم خاص نہیں بلکہ اسم عام کا اطلاق کیا ہے اور وہ الضعیف ہے رہی بات حدیث کو رد کرنے کے اسباب کی تو وہ بہت سارے ہیں لیکن وہ مجموعہ کے اعتبار سے دو بنیادی اسباب میں سے ایک کی جانب راجع ہوں گے اور وہ یہ ہیں:

- **سقط من الإسناد** (یعنی سند میں سے ساقط کرنا)
- **طعن فی الراوی**

ان دو اقسام میں سے ہر ایک کے تحت بہت ساری اقسام ہیں تو چلیے شروع کرتے ہیں

المبحث الاول

الضعیف

یہ قوی کی ضد ہے

اصطلاحی تعریف.ضعیف وہ حدیث ہے جو صفت حسن کو جامع نہ ہو حسن کے شروط میں سے کسی شرط کے فوت ہونے کی وجہ سے جس طرح سابق میں صحیح اور حسن کے مختلف درجہ تھے اسی طرح ضعیف کے بھی مختلف درجات ہوتے ہیں ان میں سے ضعیف پھر بہت زیادہ ضعیف اور واھی و منکر اور سب سے بد تر موضوع حدیث ہے اور اے پیارے پوت یاد رکھ جس طرح صحیح میں اصح الاٗسانید تھیں نسبت کرتے ہو فرد واحد کی جانب اس طرح یہاں اوھی الاسانید ہیں

حکم روایۃ الضعیف

محدثین اور علماء کے نزدیک جائز ہے احادیث ضعیفہ کو روایۃ کرنا اور اس کی سندوں میں نرمی برتنا بغیر ضعف کو بیان کیئے بخلاف احادیث موضوعۃ کے کہ اس کی روایت جائز نہیں ہے مگر اس کی وضع کے بیان کے ساتھ ہی وہ بھی دو شرطوں کے ساتھ جائز ہے اس حدیث کو روایت کرنا جس کا تعلق ضعیف سے ہے۔

ایک..کہ وہ ضعیف حدیث عقائد سے تعلق نہ رکھتی ہو۔

دو..ان احکام شرعیہ کے بیان میں نہ ہو جن کا تعلق حلال و حرام سے ہے۔

حکم العمل بالضعیف

جمھور علماء اس کے قائل ہیں کہ فضائل اعمال میں اس پر عمل کرنا مستحب ہے لیکن ۳ شروطوں کے ساتھ

۱ ضعف شدید نہ ہو۔

۲ وہ حدیث معمول بہ کے اصول و قواعد کے تحت داخل ہو۔

۳ اس پر عمل کے وقت ثبوت کا اعتقاد نہ ہو بلکہ احتیاط کا گمان ہو۔

المبحث الثانی

المردود بسبب سقط من الإسناد

سند کے حذف ہونے سے مراد

وہ سند کے تسلسل میں سے ایک یا زیادہ راوی کا حذف ہونا ہے خواہ یہ جان بوجھ کر کیا ہو یا انجانے میں ہوا ہو خواہ اول میں ہو آخر میں ہو یا درمیان میں ہو حذف ظاہر ہو یا پوشیدہ ہو

سقوط کی اقسام .اس کی دو قسمیں ہیں

ایک سقط ظاہر...دو سقط خفی

سقط ظاہر.

سقوط کی اس قسم کا علم حاصل ہو جاتا ہے ہر مشغول حدیث کو اور یہ سقط پہنچانا جاتا ہے راوی اور مروی عنہ کے درمیان ملاقات نہ ہونے کی وجہ سے اور علماء حدیث نے سقط ظاہر کے چار نام رکھے ہے سقط کی جگہ اور سقوط رواۃ کی تعداد کے اعتبار سے اور وہ یہ ہیں۔

ا۔المعلق **۲۔المرسل** **۳۔المعضل** **٤۔المنقطع**

سقط الخفی یعنی حذف سند کی دوسری قسم وہ سقط خفی ہے اور اس کی پہچان ماہر علماء ہی کر پاتے ہی وہ ایسے ماہر جو علم رکھتے ہوں طرق حدیث کے سندوں کی علتوں کا

سقط خفی کے دو نام ہیں المدلس اور المرسل خفی

اور ان کی تفصیلی ابحاث آگے آرہی ہے

المعلق

لغوی بحث: یہ باب تفعیل سے اسم مفعول ہے بمعنی مربوط ہونے کے۔

اصطلاحی تعریف. معلق وہ حدیث ہے جس کی سند سے مسلسل ایک یا زیادہ راوی حذف ہوں۔

صورۃ معلق

اس کی دو صورتیں ہوں گی: یا تو مکمل سند حذف ہوگی تو کہا جائے گا قال رسول اللہ یا پھر صحابی اور تابعی ہی مذکور ہوں گے باقی ان کے مابعد پوری سند حذف ہوگی۔

حکم المعلق

یہ حدیث مردود اور غیر مقبول ہے کیونکہ ایک مقبول کی شرط اتصال سند مفقود ہے اور جو رواۃ محذوف ہیں ان کا حال معلوم نہیں کہ وہ کیسے ہیں۔

صحیحین میں جو احادیث معلق ہیں ان کا حکم

اس کا حکم صحیح کی بحث میں گزر چکا ہے تاہم آپ پر احسان کرتے ہوئے ایک بار اور ذکر کر دیتے ہیں صحیحین میں جو معلق حدیث صیغہ معروف سے ہیں تو وہ محذوفحصہ تک صحیح ہیں۔

اور اگر صیغۃ تمریض سے ہے تو اس کی صحت کا حکم تو نہیں البتہ بہت زیادہ ضعیف بھی نہیں ہے۔

المرسل

لغوی بحث یہ باب افعال سے مفعول کا صیغہ ہے بمعنی چھوڑ دیا گیا ہو

اصطلاحی تعریف. وہ حدیث جس کے آخر سند میں تابعی کا انقطاع ہو یعنی صحابی کا تذکرہ ہی نہ ہو۔

صورۃ المرسل عند المحدثین

تابعی کہے قال رسول اللہ اور یہ مرسل کی صورۃ محدثین کے نزدیک ہے البتہ صورۃ المرسل عند الفقہاء والاصولیین. ان حضرات کے نزدیک ہر انقطاع مرسل ہے خواہ اول سند سے ہو یا اثناء سے ہو یا آخر سے خطیب بغدادی کا یہی مذہب ہے۔

حکم المرسل

اس کا حکم ضعیف ہونا چاہیے تھا لیکن حذف ہونے والی ہستی عموما صحابی کی ہوتی ہے اور صحابہ تمام عادل ہیں اس لئے اس کے حکم میں ۳ اقوال ہیں۔

۱۔ جمہور محدثین کے نزدیک مرسل حدیث ضعیف و مردود ہے کیونکہ غیر صحابی کا بھی احتمال ہے پس اس کی زندگی کا حال مجہول ہو گا۔

۲ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مرسِل ثقہ یعنی ارسال کرنے والا مرسَل ثقہ ارسال کیا ہوا کا ارسال کریں تو یہ مقبول و محتج ہو گی۔

۳ مرسل چند شرطوں کے ساتھ صحیح ہو گی

۱ ارسال کرنے والا کبار تابعین میں سے ہو۔

۲ جس کا ارسال کیا جب اس کا نام لے تو وہ ثقہ ہو۔

۳ حافظ الحادیث ائمہ اس کی مخالفت نہ کرتے ہو۔

٤ ان ٥ میں سے ایک صفت اور ہو

ا۔ وہ حدیث ایک اور سند سے مروی ہو

٢- یا ایک اور مرسل طریق سے مروی ہو جس کے رواۃ اس سابقہ مرسل کے رواۃ کے علاوہ ہوں

٣- یا وہ حدیث صحابی کے قول کے موافق ہو

٤- یا اس کے موافق ہونے پر اکثر اہل علم نے فتوی دیا ہو

٥- یا اس کے موافقت پر اہل علم نے عمل کیا ہو

مرسل صحابی

یعنی وہ روایت جس میں صحابی رسول اللہ کے کسی قول و فعل کی خبر دے جسے اس نے ڈاریکٹ نہ سنا ہو عمر میں چھوٹے ہونے کی وجہ سے یا متائخ الاسلام کی وجہ سے تو اسے مرسل صحابی کہتے ہیں۔

حکم مرسل صحابہ

جمھور کا مذھب یہی ہے کہ یہ صحیح ہے

المعضل

یہ باب افعال سے اسم مفعول ہے

اصطلاحی تعریف. وہ حدیث جس کی سند میں دو یا زیادہ روات حذف ہوں

حکم المعضل:

اس حدیث کے ضعیف پر علماء کا اتفاق ہے کیوں کہ اس میں مرسل و منقطع سے زیادہ رواۃ حذف ہوتے ہیں

بعض صورۃ میں معضل معلق کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے۔

یعنی ایک ہی حدیث معضل بھی ہو سکتی ہے اور معلق بھی

اس کی ایک ہی صورت ہے کہ سند کی ابتداء میں مسلسل دو رواۃ حذف ہو جائیں۔ اور دو صورتوں میں حدیث معضل ہو گی ایک اثناء سند میں دو رواۃ حذف ہوں یا آخری سند میں پس اس میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے۔

المنقطع

یہ باب انفعال سے اسم فاعل ہے

اصطلاحی تعریف: وہ حدیث جس کی سند متصل نہ ہو خواہ وہ کسی بھی وجہ سے ہو اور یہ تعریف مرسل معلق معضل سب کو شامل ہے اور یہ المتقدمین کے نزدیک ہے

تعریف المنقطع عند المتأخرین

جس کی سند متصل نہ ہو اس طور پر کہ اس پر مرسل معلق معضل کا نام شامل نہ ہو

حکم المنقطع

یہ اجماعی ضعیف ہے علماء کے درمیان راوی محذوف کی حالت مجھول ہونے کی وجہ سے

المدلس

المدلس باب تفعیل سے اسم مفعول ہے لغت میں تدلیس کہتے ہیں مشتری سے سمان کے عیب کو چھپانا اور یہ الدلس سے مشتق ہے جس کا معنی ہے اندھیرا .

اصطلاحی تعریف. سند میں عیب کو چھپانا اور ظاہر کو اچھا دکھانا

تدلیس کی دو قسمیں ہیں

ایک تدلیس الإسناد. **دو** تدلیس الشیوخ

تدلیس اِلاسناد.

حدیث کا راوی اس سے حدیث کی روایت بیان کرے جس سے اس نے سنا نہیں اس کو ذکر کئے بغیر جس سے سنا ہے

اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ راوی نے ایک استاذ سے بہت ساری احادیث روایت کی ہوتیں ہیں تاہم وہ ایک روایت بیان کرتا ہے جو اس نے اس سے نہیں سنی کسی اور سے سنی ہے ایسے الفاظ سے بیان کرتا ہے کہ ایسا لگنے لگتا ہے جس سے بہت ساری احادیث روایت کیں ہیں اس حدیث کا بھی سماع اسی سے ہے اور الفاظ صریح سے بھی بیان نہیں کرتا تاکہ جھوٹا نہ ہو جائے۔

ارسال خفی اور مدلس کے درمیان کیا فرق ہے۔

تدلیس کرنے والا جس شیخ سے سماع کا وہم ڈالتا ہے اس نے اس سے ملاقات بھی کی ہوتی ہے اور اس تدلیس والی حدیث کے علاوہ اور احادیث کو سنا بھی ہوتا ہے جبکہ ارسال خفي والے کی صرف ملاقات ہوتی ہے کسی حدیث کا سماع نہیں ہوتا

تدليس التسوية

تدلیس کی یہ قسم حقیقت میں تدلیس اِلاسناد کی ایک قسم ہے۔

تعريف تدليس التسوية

راوی کا اپنے شیخ سے روایت کرنا پھر ضعیف راوی کو ایسے دو ثقہ کے درمیان سے حذف کر دینا جن کی آپس میں ملاقات ہوئی ہو۔

اے میرے لخت جگر اس تدلیس کو تو اچھے سے

سمجھ ہوتا یوں ہیں راوی کا شیخ ثقہ ہے لیکن اس ثقہ شیخ نے ضعیف سے روایت کیا ہے اور اس ضعیف نے کسی دوسرے ثقہ سے روایت کیا ہے اور اس دوسرے ثقہ نے پہلے ثقہ شیخ سے ملاقات کی ہوئی ہے دونوں اچھے دوست ہیں اب یہ تدلیس کرنے والا درمیان سے ضعیف راوی کو ڈلیٹ کردے تو ثقہ اول کا ثقہ ثانی سے سماع کا وہم پڑے گا۔

میری آنکھوں کی ٹھنڈک تدلیس کی یہ قسم بہت خطرناک ہے اس کو ذھن نشیں کر لینا۔

تدلیس الشیوخ

یہ ہے کہ راوی اپنے شیخ سے اس حدیث کو روایت کرتا ہے جو اس نے اس شیخ سے سنی ہوتی ہے لیکن ایسے نام یا ایسی کنیت یا ایسے نسب یا وصف سے جس کے ساتھ وہ مشہور نہیں ہوتا۔

حکم التدلیس

حکم تدلیس الإسناد.. یہ بہت ہی زیادہ مکروہ اور ناپسندیدہ عمل ہے علماء فرماتے ہیں تدلیس میں جھوٹ کی بو ہے۔

حکم تدلیس التسویة.. یہ تدلیس الإسناد سے بھی زیادہ مکروہ ہے۔

حکم تدلیس الشیوخ : یہ تدلیس اسناد سے ہلکی ہے کیونکہ اس میں کوئی حذف نہیں ہوتا۔

تدلیس پر ابھارنے والے مقاصد

تدلیس شیوخ پر آمادہ کرنے والے چار مقاصد ہیں:

- شیخ کا ضعیف ہونا یا اس کا غیر ثقہ ہونا۔
- اس شیخ کی وفات کے مؤخر ہونے کی وجہ سے اس راوی سے کم درجہ کہ لوگ روایت کرنے لگے ہوں
- شیخ کا راوی سے کم عمر ہونا

- اس سے روایت کرنے کی کثرت یعنی کثرت سے اس کے نام کو ایک ہی صورت میں بیان کرنا مناسب نہ سمجھتا ہو۔

تدلیس الاسناد پر ابھارنے والے ۵ مقاصد

۱۔سند کے عالی ہونے کا وہم دلانا

۲۔جس شیخ سے لمبی حدیث سنی اس سے کچھ حصہ کا فوت ہو جانا

۳۔تدلیس شیوخ میں پہلے ۳ جو ذکر کیے گئے ہیں یہاں ۳ وہی ہیں

تدلیس کرنے والے کی مذمت کے اسباب

۱ جس سے سنا نہیں اس سے یہ سماع الحدیث کا وہم دلاتا ہے۔

۲ ظاہر سے احتمال کی طرف عدول کرتا۔

۳اس کا یہ سمجھنا کہ جس کی تدلیس کر رہا ہے اس کا نام لینا بہتر نہیں ہے۔

حکم روایة المدلس

اس میں چند اقوال ہیں زیادہ مشہور ۲ قول ہیں

امدلس کی روایت مطلقا مردود و غیر مقبول ہے اگرچہ وہ سماع کی تصریح کرے

۲اس میں قدر تفصیل ہے..اگر سماع کی تصریح کرے تو مقبول ہو گی اور اگر نہیں کرے تو نہیں ہو گی

تدلیس کیسے پہنچانے

اس کے ۲ طریقے ہیں

۱۔مدلس کا اپنے بارے میں خود خبر دینا جب اس سے پوچھا جائے

۲۔یہ کہ ماہر امام اس میں غور و خوض کر کے صراحت کر دے

المرسل الخفی

مرسل اسم مفعول ہے باب افعال سے چھوڑ دینے کے معنی میں اور خفی جلی کی ضد ہے بمعنی پوشیدہ ہونا

اصطلاحی تعریف۔راوی اس سے روایت بیان کرے جس سے اس نے ملاقات کی ہو یا اسکا ہم عصر ہو جبکہ اس نے اس حدیث کو اس سے نہیں سنا ہو ایسے الفاظ کے ساتھ جو سماع کا وہم ڈالے

مرسل خفی کی پہچان کیسے ہو

اس کے 3 طریقے ہیں:

1 بعض ائیمہ اس بات کی صراحت کردیں کہ اس کی ان سے ملاقات نہیں ہوئی ہے یا سماع نہیں ہوا ہے۔

2 خود راوی اپنے بارے میں خبر دے دے کی اس کی ملاقات اس سے نہیں ہوئی ہے جس سے اس نے حدیث کو بیان کیا ہے یا اس نے اس سے کچھ بھی نہیں سنا ہے۔

3 یہی حدیث دوسری سند سے مروی ہو جس میں اس راوی اور مروی عنہ کے درمیان ایک راوی کی زیادتی ہو۔

حکم المرسل الخفی

یہ ضعیف ہے کیونکہ یہ منقطع کی قسم سے ہے پس جب اس کا انقطاع ظاہر ہو گیا تو اس کا حکم منقطع کا حکم ہے

المعنعن و المؤنن

مردود کی 6 اقسام کا بیان ہو چکا ہے اور یہ دو قسمیں باقی رہیں کیونکہ ان میں اختلاف ہے کہ یہ متصل کی قسم سے ہیں یا منقطع کی قسم سے ہیں لیکن مصنف نے اس کو منقطع کی قسم سے الحاق کیا ہے کیونکہ کہ یہ بھی مردود ہے سقط سند کی وجہ سے۔

معنعن کی تعریف

لغۃ۔ یہ اسم مفعول کا صیغہ ہے رباعی مجرد سے بمعنی قال

اصطلاحی تعریف۔ راوی کا کہنا فلان عن فلان

ایک سوال کیا یہ متصل کی قسم ہے یا منقطع کی؟

جواب۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے 2 بنیادی قول پر

- کہا گیا ہے یہ منقطع ہے یہاں تک کہ اس کے اتصال کی صراحت ہو جائے۔
- صحیح اور درست قول یہ ہے کہ یہ چند شرطوں کے ساتھ متصل ہو گی اس میں 2 اتفاقی ہے باقی اختلافی ہیں۔

1 معنعِن مدلس نہ ہو۔

2 ان راویوں میں سے بعض کی لقاء بعض سے ممکن ہو۔

اختلافی صورت

3 لقاء ثابت ہو۔

4 لمبے زمانے تک صحبت اختیار کی ہو۔

5 وہ اس سے روایت کرنے میں معروف ہو۔

تعریف المؤنن

یہ اسم مفعول ہے باب تفعیل سے بمعنی قال

اصطلاحی تعریف۔۔ راوی کا کہنا حدثنا فلان ان فلانا قال

حکم المؤنن: امام احمد اور ایک جماعت کہتی ہے یہ منقطع ہے یہاں تک کہ اس کا اتصال بیان ہو اور جمہور نے کہا مؤنن معنعن کی طرح ہے سابقہ شرائط اس پر بھی جاری ہوں گی۔

المبحث الثالث

المردود بسبب طعن فی الراوی

راوی میں طعن سے مراد: طعن سے مراد یہ ہے کہ کسی نے زبان سے اس پر جرح کی ہو اور اس کی عدالت اور اس کی دیانت ضبط حفظ اور بیدار مغزی کے پہلو پر گفتگو کی ہو۔

راوی میں طعن کے اسباب

وہ 10 ہیں 5 عدالت سے تعلق رکھتے ہیں یعنی ۱ کذب ۲ التہمۃ بالکذب ۳ الفسق ٤ البدعۃ ٥ الجہالۃ

اور 5 ضبط سے تعلق رکھتے ہیں یعنی ۱ فحش غلط ۲ سو الحفظ ۳ الغفلت ٤ کثرۃ الاوہام ٥ مخالفۃ الثقات۔

عنقریب تمام کی تفاصیل آئے گی۔

الموضوع

یاد رکھو جب راوی میں طعن کا سبب رسول اللہ پر جھوٹ باندھنا ہو تو اس کی حدیث موضوع کہلاتی ہے۔

تعریف الموضوع

موضوع اسم مفعول ہے حطہ کے معنی میں۔

اصطلاحی تعریف.. وہ گھڑا ہوا جھوٹ جو رسول اللہ کی جانب منسوب ہو۔

رتبة الموضوع

یہ ضعیف روایات میں سب سے بدترین قسم ہے

حکم روایۃ الموضوع

علماء کا اجماع اس بات پر ہے کہ اس کی روایت بیان کرنا اس کے موضوع ہونے کو جانتے ہوئے جائز نہیں مگر موضوع کے بیان کے ساتھ ہی

وضاعین کیا طریقے اختیار کرتے ہیں حدیث بنانے میں؟

اس کے ۲ طریقے ہیں:

۱۔ کبھی واضع اپنی طرف سے کلام گھڑتا ہے پھر اس کی سند گھڑتا ہے اور بیان کر دیتا ہے۔

۲۔اور کبھی کسی دانشمند کا کلام لیتا ہے اور اس کیلیئے سند گھڑ کر بیان کر دیتا ہے ہے۔

حدیث موضوع کو کیسے پہنچانا جائے؟

اس کے چند طریقے ہیں

۱۔واضع وضع کا اقرار کرے۔

۲۔یا واضع ایسی بات بیان کرے جو اقرار کے درجہ میں ہو۔

۳۔یا راوی میں کوئی ایسا قرینہ ہو۔

٤۔یا مروی میں کوئی ایسا قرینہ ہو جو وضع حدیث پر دلالت کرے۔

وضع کے اسباب کیا ہیں کیوں گھڑتے ہیں حدیث کو؟

۱۔اللہ کا قرب حاصل کرنے کیلیئے

۲۔مذھب کی مدد نصرت کی خاطر

۳۔اسلام میں طعن کرنے کیلیئے

٤۔حکمرانوں کی چاپلوسی کرنے کیلیئے

٥۔کمائی اور طلب رزق کیلیئے

٦۔شہرت پانے کیلیئے

فرقہ کرامیہ نے ترغیب وترہیب کی خاطر حدیث کو وضع کرنے کو جائز قرار دیا ہے اور وہ کہتے ہیں حدیث میں آیا ہے جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے تو بعید ہے تو ہم حضور پر جھوٹ نہیں باندھتے حضور کیلئے جھوٹ باندھتے ہیں تو بیٹا یادرکھ محمد کی شریعت جھوٹ کی محتاج نہیں لعنۃ اللہ علی شاھم۔

موضوع احادیث کے ذکر کرنے میں بعض مفسرین کی خطاء:

بعض مفسرین نے موضوع حدیث کی موضوعیت کو بیان کیئے بغیر ہی ذکر کیں ہیں خاص کر قرآن کی فضائل میں ان میں سے بعض یہ ہیں:

ا۔ثعلبی ۲۔الواحدی ۳۔الزمخشری ۴۔البیضاوي ۵۔الشوکالی

المتروک

جب راوی میں طعن کا سبب تہمت یا کذب ہو تو اس کی حدیث متروک کہلاتی ہے۔

یہ اسم مفعول ہے التریکۃ مصدر سے یعنی ایسا چھوڑا ہوا جس کا کوئی فائدہ نہ ہو۔

اصطلاحی تعریف. وہ حدیث جس کی سند میں کوئی متہم بالکذب راوی ہو۔

راوی پر جھوٹ کی تہمت کا سبب دو میں سے کوئی ایک امر ہو سکتا ہے۔

١ وہ حدیث صرف اسی کے طریق سے مروی ہو اور وہ مشہور قواعد کے مخالف ہو۔

٢ یہ کہ راوی عام عادت والے کلام میں جھوٹ کے ساتھ مشہور ہو لیکن حدیث النبی میں اس کا جھوٹ نہ پایا گیا ہو

رتبة المتروك

ضعیف کی سب سے بدتر قسم موضوع ہے پھر اسی کا نمبر آتا ہے

المنکر

راوی میں طعن کا سبب جب فحش الغلط ہو یا کثرت الغلط یا الفسق ہو تو اس کی حدیث المنکر ہو جاتی ہے

یہ اسم مفعول ہے باب افعال سے۔

اصطلاحی تعریف

علماء الحدیث نے منکر کی بہت تعریفیں کیں ہیں مشہور ترین دو تعریفیں ہیں۔

۱۔وہ حدیث جس کی سند میں ایسا راوی ہو جو فحش غلطی یا کثرت غفلت برتنے والا ہو یا اس کا فسق ظاہر ہو

۲۔یا حدیث کو ضعیف راوی نے بیان کیا ہو اور وہ ثقہ کے مخالف ہو

کیا فرق ہے منکر اور شاذ کے درمیان؟

شاذ وہ ہے جسے مقبول یا ثقہ راوی اپنے سے اوثق کی مخالفت کرتے ہوئے روایت کرے اور منکر وہ ہے جسے ضعیف راوی ثقہ کی مخالفت کرتے ہوئے روایت کرے۔

رتبة المنکر

یہ انتہائی ضعیف حدیث ہے۔

المعروف

یہ اسم مفعول ہے عرف قفل سے۔

اصطلاحی تعریف

وہ حدیث جسے ثقہ روایت کرے ضعیف راوی کی روایت کی مخالفت کرتے ہوئے پس اس معنیٰ کر کے یہ منکر کے مدمقابل ہو گی۔

المعلل

جب راوی میں طعن کا سبب الوھم ہو تو اسکی حدیث کو معلل کہا جاتا ہے

تعریف المعلل

یہ اسم مفعول ہے باب افعال سے اور قیاس صرف کے مطابق معل ہونا چاہئے تھا لیکن محدثین نے غیر مشہور لغت پر یہ لفظ معلل منقول کیا ہے اور بعض محدثین نے اسے معلول بھی تعبیر کیا ہے جو کہ ضعیف ہے

تعریف العلة

یہ ایسا باریک پوشیدہ سبب ہوتا ہے جو حدیث کی صحت کو عیب لگاتا ہے اس تعریف سے یہ اخذ کیا جاتا ہے کے علماء حدیث علة کے بارے میں دو باتیں لازماً ثابت مانتے ہیں۔

1 پوشیدگی اور مخفی ہو۔

2 صحت حدیث میں عیب لگانے والی ہو۔

پس اگر ان میں سے کوئی ایک نہ پائی جائے تو اس کی علت ظاہرہ یا غیر قادح ہوگی تو اس وقت اس کا نام اصطلاحا علة نہیں رکھا جائے گا۔

کبھی کبھی علة کا غیر اصطلاحی معنی پر اطلاق کیا جاتا ہے

سابقہ پیرے میں جو علة کی تعریف کی گئی ہے اس سے مراد محدثین کے نزدیک علة کی تعریف ہے لیکن کبھی کبھی کسی بھی ایسے طعن پر علة کا اطلاق کر دیا جاتا ہے جو حدیث پر متوجہ ہو خواہ یہ طعن خفی یا قادح نہ ہو

پہلی قسم۔ راوی کے کذب یا غفلت یا سوئے حفظ یا کسی سبب کو علت سے بیان کرنا۔

دوسری قسم: ایسی مخالفت کو علت سے بیان کرنا ہے جو صحت حیث میں عیب لگانے والی نہ ہو

اس فن کی عظمت اور اسکی باریک بینی اور اس فن کے ماہرین کے بارے میں یہ کلام ہے
علل حدیث کی پہنچان حدیث کے تمام علوم میں عظیم تر باریک بینی کا کام ہے اور اس پر ماہر حافظ ضابط ہی پکڑ رکھ پاتا ہے اور انہیں میں سے ابن مدینی أحمد اور بخاری ہیں۔

تعلیل کس سند میں جاری ہوتی ہے اور راہ لیتی ہے؟

یہ اس میں جاری ہوتی جو ظاہری طور پر صحت کی شروط کو جمع کرنے والی ہے کیوں کہ ضعیف حدیث میں اسکی بحث کی ضرورت نہیں ہوتی ہے کیونکہ وہ تو ہے ہی مردود۔

علت کے ادراک پر کس کے ذریعہ مدد ملتی ہے۔

وہ چند امور یہ ہیں

- راوی کا تنہا ہونا
- کسی صاحب علم کا اس کی مخالفت کرنا
- اور دوسرے قراین بھی ہیں جو سابقہ دونوں فقروں سے ملتے ہیں

معلل کی معرفت کا طریقہ کیا ہے؟

اسکی معرفت کا طریقہ یہ ہے کہ حدیث کے تمام طرق کو جمع کیا جائے اور رواۃ کے اختلاف میں غور کیا جائے اور انکے ضبط واتقان میں موازنہ ہو پھر معلول روایت پر حکم لگایا جائے
علۃ کہاں واقع ہوتی ہے زیادہ تر سند میں اور کبھی متن میں

کیا سند کی علت متن کو عیبدار کرتی ہے؟

کبھی کبھی علت متن کو عیبدار بناتی ہے سند کو عیب دار کرنے کے ساتھ اور کبھی صرف سند کو عیبدار بناتی ہے متن صحیح ہوتا ہے۔

مخالفة الثقات

جب راوی میں طعن کا سبب ثقات کی مخالفت کرنا ہو تو علوم حدیث میں 5 قسمیں بنتی ہیں

۱۔مدرج ۲مقلوب ۳۔المزید فی متصل الاسانید ۴۔المضطرب ۵۔المصحف

اگر مخالفت سند کے طرز کو بدلنے یا موقوف کو مرفوع کے ساتھ ملانے کی وجہ سے ہو تو یہ المدرج اور اگر مخالفت تقدیم وتاخیر کی وجہ سے ہو تو المقلوب

اور اگر مخالفت راوی کی زیادتی کی وجہ سے ہو تو المزید فی متصل الانسانید اور اگر مخالفت ایک راوی کو دوسرے سے بدل کر ہو یا متن میں اختلاف حاصل کرنے کے ساتھ ہو اور کوئی ترجیح دینے والا نہ ہو تو اس کا نام المضرب رکھا جاتا ہے۔

اور اگر مخالفت الفاظ کے بدلنے کے ساتھ ہو سیاق کو باقی رکھتے ہوئے تو اس کا نام المصحف رکھا جاتا ہے، اور ان سب کی تفصیل آگے آرہی ہے

المدرج

یہ اسم مفعول ہے باب افعال سے

اصطلاحی تعریف۔ جس حدیث کی سند کا چال و چلن بدل دیا گیا ہو یا اس کے متن میں ایسی چیز داخل کی ہو جو اس کا حصہ نہیں۔

مدرج کی اقسام

اس کی دو قسمیں ہیں

مدرج الاسناد

مدرج المتن

مدرج الِاسناد... جس کی سند کا انداز بدل دیا گیا ہو

صورۃ مدرج الِاسناد

راوی کوئی سند بیان کرتا ہے پس اسے اچانک کوئی پریشانی آپڑے تو وہ اپنی طرف سے کوئی کلام کر دیتا ہے جسے سننے والا اس کو اس کی سند کا متن گمان کرتا ہے اور اس کو ایسے ہی آگے بیان کر دیتا ہے

مدرج المتن

تعریف مدرج المتن

وہ حدیث جس کے متن میں وہ چیز بغیر فصل کئے داخل کر دی گئی ہے جو اس کا حصہ نہیں

اس کی ۳ قسمیں ہیں

- ادراج حدیث کے شروع میں ہو اور یہ بہت کم ہوتا ہے
- یا ادراج درمیان حدیث میں ہو اور یہ بہت ہی کم ہوتا ہے
- یا ادراج آخر حدیث میں ہو اور اکثر یہی ہوتا ہے

ادراج کے اسباب

یوں تو بہت ہیں ان میں سے چند یہ ہیں

۱حکم شرعی کو بیان کرنا۔

۲ حدیث سے حکم شرعی کا اجتہار کرنے لگ جانا حدیث کے مکمل ہونے سے پہلے ہی۔

۳ حدیث کے درمیان ہی لفظ غریب کی شرح کرنا۔

ادراج کیسے پہنچانا جائے گا؟

اس کیلئے چند امور ہیں

دوسری روایت میں وہ ادراج الگ کلام اور الگ بیان ہو۔

بعض علماء اس کی صراحت کردیں۔

راوی خود اقرار کرے کہ اس نے یہ ادراج کیا ہے۔

یا حضور کا اس چیز کا کہنا محال ہو۔

حکم الادراج

ادراج حرام ہے تمام علماء کے نزدیک البتہ جو غریب اور مشکل الفاظ کی وضاحت کیلئے ہو تو وہ ممنوع نہیں ہے۔

المقلوب

یہ اسم مفعول ہے قلب سے ایک لفظ کو دوسرے لفظ سے بدل دینا حدیث کی سند یا متن میں تقدیم وتاخیر کے ذریعہ

اس کی بنیادی دو قسمیں ہیں

مقلوب السند اور مقلوب المتن

مقلوب السند.. وہ حدیث جس کی سند میں تبدیلی واقع ہو۔

اس کی دو صورتیں ہیں

پہلی صورت...رواۃ میں سے کسی کے نام کو مؤخر کردے اور اس کے باپ کے نام کو مقدم کردے جیسے اصل روایت کعب بن مرہ سے ہو تو مرہ بن کعب کردے۔

دوسری صورت...راوی ایک شخص کو دوسرے سے بدل دے تاکہ وہ اجنبی ہو جائے جیسے اصل روایت سالم سے ہو تو اسے نافع سے بدل دینا۔

مقلوب متن. وہ حدیث جس میں تبدیلی اس کے متن میں واقع ہو اس کی بھی دو صورتیں ہیں۔

پہلی. راوی حدیث کے کسی حصے میں تقدیم و تاخیر کر دے۔

دوسری. راوی اس حدیث کے متن کو کسی دوسری حدیث کے متن کے ساتھ ملا دے اور اس کی سند کو کسی دوسرے متن سے ملا دے اور یہ امتحان لینے کیلئے کیا جاتا ہے۔

قلب پر برانگھیختہ کرنے والے اسباب

ا حدیث کو عجیب و غریب اور اجنبیت کے انداز میں بیان کرنا تاکہ لوگوں کی اس کی جانب رغبت ہو۔

۲ محدث کی یاداشت کے امتحان کیلئے۔

۳ بغیر قصد غلطی سے قلب کا واقع ہونا۔

حکم القلب

اگر قلب اجنبیت کے لیے ہے تو اس کے ناجائز ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

اور امتحان کیلئے ہے تو جائز ہے۔

اور اگر سہوا و غلطی سے ہے تو اس کا کرنے والا اپنی خطا میں معذور ہے۔

المزید فی متصل الاسانید

المزید اسم مفعول ہے باب افعال سے اور یہ زیادۃ سے مأخوذ ہے اور متصل منقطع کی ضد ہے اور اسانید اسناد کی جمع ہے

اصطلاحی تعریف.

حدیث کی ظاھرا متصل سند کے درمیان کسی راوی کا اضافہ کر دینا

زیادتی کو رد کرنے کے شرائط.

اس کے لیے دو شرائط ہیں

ا : جو زیادتی نہیں کرتا وہ زیادتی کرنے والے سے زیادہ متقن ہو یعنی ایسے کیلئے رد کرنے کا حق ہے

۲ : زیادتی والی جگہ پر سماع صراحتا ہو، پس اگر ان میں سے ایک بھی شرط نہیں پائے گئ تو وہ زیادتی مقبول ہو گی

زیادتی کے واقع ہونے کے دعوی کی وجہ سے وارد ہونے والے اعتراضات:

(دو اعتراض واقع ہوتے ہیں)

ا: اگر زیادتی سے کھالی سند زیادتی والے مقام میں حرف عن سے روایت ہو تو اسے منقطع قرار دینا بہتر ہے

۲ : اور اگر زیادتی والی جگہ پر سماع کی تصریح ہو تو اب احتمال ہے کہ اس راوی نے اس شیخ سے سماع کیا ہو ایک شخص کے واسطے سے یا نہیں کیا ہو پھر ملاقات کرنے والے وہ حدیث سنی ہو تو اس احتمال کا جواب درج ذیل ہیں:

اعتراض اول تو اسی طرح جیسے معترض نے کہا

اعتراض ثاني.. تو یہ احتمال ممکن ہے البتہ علماء اس پر زیادتی کا حکم اس وقت لگاتے ہیں جو کوئی ایسا قرینہ ہو جو اس پر دلالت کرتا ہو

المضطرب

مضطرب اضطراب سے ماخوذ ہے بمعنی معاملہ کا خلل پزیر ہونا

اصطلاحی تعریف۔ وہ حدیث جو چند ایسے مختلف طرق سے مروی ہو جو قوت میں برابر ہوں۔

یعنی وہ حدیث جو تعارض کے طور پر مروی ہو اور دونوں حدیثیں قوت میں بھی برابر ہوں نیز ترجیح کا کوئی پہلو نہ ہو اسے مضطرب کہتے ہیں۔

مضطرب کے وجود کیلئے 2 شرائط ہیں۔

1 حدیث کی روایات کا اس طرح ہونا کہ ان میں تطبیق کی کوئی صورت نہ ہو۔

2 قوت میں وہ روایات اس طرح ہوں کہ ایک دوسرے پر کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ ہو سکے۔

اضطراب کی مقام کے لحاظ سے حدیث مضطرب کی دو قسمیں بنتیں ہیں

1 مضطرب السند۔۔2 مضطرب المتن

کس سے اضطراب واقع ہوتا ہے۔

کبھی کبھی اضطراب ایک راوی سے واقع ہوتا ہے اس طور پر کہ وہ حدیث کو چند مختلف طرق سے روایت کردے اور کبھی اضطراب ایک جماعت سے واقع ہوتا ہے۔

مضطرب کے ضعیف ہونے کی وجہ

اس کی وجہ یہ کہ اضطراب راویوں کے ضابطہ نہ ہونے کی خبر یتا ہے

المصحف

یہ اسم مفعول ہے باب تفعیل سے بمعنی صحیفے میں غلطی کرنا

اصطلاحی تعریف۔۔۔حدیث میں کسی ایسے کلمہ کو لفظا یا معنا بدل دینا جو ثقات نے روایت کیا ہے، یہ بہت عظیم فن ہے اس فن میں ماہر ہی حضرات ماہر ہیں

علماء نے اس کی تین تقسیم کی ہیں ہر قسم الگ الگ اعتبار سے ہے اور وہ یہ ہیں

باعتبار مقام المصحف۔۔اس کے لحاظ سے اسکی 2 قسمیں ہیں

تصحیف فی الأسناد جیسے العوام ابن مراجم کو العوام ابن مراحم جیم کو حاء سے بدلنا اور تصحیف فی المتن جیسے ان النبی احتجر فی المسجد اس حدیث میں احتجر کو احتجم کر دینا

مصحف کی دوسری تقسیم باعتبار منشئہ

اس اعتبار سے بھی 2 قسمیں ہیں

تصحیف البصر۔ یعنی قاری کی نگاہ میں رسم الخط مشتبہ ہو جاتا ہے یا تو گندہ رسم الخط کی وجہ سے یا نقطہ کہ نہ ہونے کی وجہ سے جیسے ستا کو شاپڑھنا

تصحیف السمع۔ یعنی قوت سماعت کا کمزور ہونا جیسے عاصم الأحول کو واصل الأحدب سن لینا

تیسری تقسیم باعتبار لفظ و معنی

اسکی بھی کی 2 قسمیں ہیں

1 تصحیف فی اللفظ جیسے اسکی مثال گزری

2 تصحیف فی المعنی ۔۔ یعنی تصحیف کرنے والا راوی لفظ کو اسکی حالت پر باقی رکھے لیکن تفسیر ایسے انداز میں کرے کہ جو دلالت کرتا ہو کہ کسی لفظ کا یہ معنی مراد نہیں ہے

تقسیم الحافظ ابن حجر

حافظ ابن حجر نے مصحف کی دوسری تقسیم کہ ہے اور انہوں نے اس کی 2 قسمیں بنائیں ہیں

1 المصحف۔ یعنی ایسی تبدیلی جس میں حروف کی صورت کو باقی رکھتے ہوئے حروف کے نقطوں کو بدل ڈالنا

2 المحرف ایسی تبدیلی جس مین حروف کی شکل کو بدل دیا جائے رسم الخط کی صورت کو باقی رکھتے ہوئے

کیا تصحیف راوی میں عیب پیدا کرتی ہے

جب تھوڑی بہت ہو تو نہیں اور بہت زیادہ ہو تو اس کے ضبط کے کمزور ہونے پر دال ہوتی ہے

راوی کا زیادہ تصحیف میں واقع ہونے کا سبب کیا ہے

عام طور پر وہ کتابوں اور صحیفوں سے علم لیتا ہے شیوخ الحدیث اور مدرسین سے علم نہیں سیکھتا

الشاذ والمحفوظ

شاذ اسم فاعل ہے شذ سے بمعنی جمہور سے الگ تھلگ ہونا

اصطلاحی تعریف۔۔وہ حدیث جسے مقبول راوی روایت کرے اپنے سے اولی کی مخالفت کرتے ہوئے

المقبول وہ راوی ہے جو عادل تام الضبط ہو یا عادل قلیل الضبط ہو اور اولی سے مراد جو اس سے بھی بہتر ہو

شذوذ کہاں واقع ہوتا ہے کبھی متن میں اور کبھی سند میں

المحفوظ : یہ شاذ کا مقابل ہے یعنی اوثق ثقہ کی مخالفت کرے

شاذ و محفوظ کا حکم

شاذ حدیث مردود ہے اور محفوظ حدیث مقبول ہے

الجهالة بالراوی

جهالة مصدر ہے اور یہ علم کی ضد ہے بمعنی راوی کی معرفت کا نہ ہونا

اصطلاحی تعریف.راوی کی ذات یا اس کی حالت کی معرفت کا نہ ہونا

اسباب الجھالۃ بالراوی

اس کے ۳ اسباب ہیں

1 راوی کی صفات کا بہت زیادہ ہونا یعنی راوی کی بہت صفات ہوں البتہ وہ کسی ایک سے مشہور ہو پس وہ اس کے لیے ایسے صفت بیان کرے جس کے ساتھ وہ مشہور نہ ہو یہاں تک گمان ہونے لگے یہ دوسرا راوی ہے

2 اس کی روایت کا کم ہونا

3 اس کے نام کی صراحت نہ ہونا

مجہول کی تعریف

وہ راوی جس کی ذات وصفات مشہور نہ ہو

مجہول کی اقسام ۳ ہیں

ا مجہول العین

تعریفہ... وہ راوی جس کا نام ذکر کیا جائے لیکن اس سے روایت کرنے والا ایک ہی راوی ہو

حکمہ... اس کی روایت مقبول نہیں ہے مگر جب اس کی توثیق بیان کی جائے

اس کی توثیق کیسے ہو گی

دو امور میں سے ایک کے ساتھ توثیق ہو گی

1 اس کی توثیق وہ راوی کرے جو اس سے روایت نہیں کرتا

2 یا اگر توثیق روایت کرنے والا ہی بیان کرے تو اسکے لئے شرط یہ ہے کہ وہ جرح وتعدیل میں ماہر ہو

کیا اس حدیث کا کوئی خاص نام ہے: نہیں یہ ضعیف حدیث میں سے ہے

۲ مجہول کی دوسری قسم ہے مجہول الحال

اس کا نام مستور الحال بھی ہے

تعریفہ... وہ راوی جس سے روایت کرنے والے دو یا زیادہ ہوں لیکن اس کی توثیق و تعدیل بیان نہ ہو

حکمہ... وہ حدیث مردود ہے

اس کیلئے کوئی خاص نام نہیں ہے اور وہ حدیث ضعیف کی قسم سے ہے

مجہول کی تیسری قسم المبہم ہے

ممکن ہے کہ ہم مبہم کو مجہول کی اقسام سے شمار کریں اگرچہ علماء نے اس پر الگ اسم خاص کا اطلاق کیا ہے

تعریفہ... وہ راوی جس کا نام حدیث میں واضح نہ ہو

حکمہ... وہ حدیث مقبول نہیں یہاں تک صراحتاً آجائے

اگر ابہام تعدیل کے لفظ سے ہو تو کیا اس کی روایت مقبول ہوگی یہ اس طرح جیسے روایت کرنے والا کہے مجھے ثقہ نے خبر دی ہے

جواب... اس کی بھی روایت مقبول نہیں ہوگی کیونکہ وہ اس کے نزدیک ثقہ ہے حقیقت میں دیگر ائمہ کے نزدیک ثقہ ہو یہ ضروری نہیں

البدعة

یہ مصدر ہے بمعنی نیا کام کرنا

تعریفہ۔ دین کے کامل ہونے کے بعد نئی چیز پیدا کرنا دین میں یا حضور کے بعد خواہشات و اعمال میں نئی چیز جاری کرنا۔

بدعۃ کی اقسام

اس کی دو قسمیں ہیں

ابدعۃ المکفرہ یعنی جس کا کرنے والا کافر ہو جائے گویا کہ وہ اعتقادر کھے ایسی چیز کا جو کفر کو مستلزم ہو

۲ بدعۃ المفسقۃ جس کا مرتکب فاسق ہو جاتا ہے اور یہ اصلا کفر نہیں ہوتا

مبتدع کی روایت کا حکم

اگر اس کی بدعت بدعت مکفرہ ہو تو اس کی روایت مردود ہو گی

اور اگر،بدعۃ مفسقۃ ہے تو چند شرائط کے ساتھ مقبول ہو گی

ا: وہ روایت اس کی بدعۃ کو بڑاوانہ دے

۲: وہ اس حدیث کے ذریعہ اپنی بدعت کی ترویج نہ کرے

نیز مبتدع کی حدیث کیلیئے کوئی اسم خاص نہیں ہے اس کی حدیث مردود کی قسم سے ہے

سوء الحفظ

تعریفه... وہ راوی جس کی درستگی والی جانب خطاء والی جانب پر ترجیح نہ رکھتی ہو

سوءالحفظ کی ۲ قسمیں ہیں

ا: اس کا سوءالحفظ ابتدائے حیات سے ہو اور تمام عمر اس کو لازم رہے

۲: اس کا سوءالحفظ اس پر بعد میں طاری ہوا ہو بڑھاپے یا کسی اور وجہ سے

...اول مردو ہے

دوم سوءالحفظ سے پہلے کی روایت مقبول ہیں بعد کی مردود ہیں

الفصل الرابع

مقبول و مردود کے درمیان خبر مشترک کی 2 بحثیں ہیں

البحث الاول۔ مسند الیہ کی جانب نسبت کرتے ہوئے خبر کی تقسیم

البحث الثانی۔ مقبول و مردود کے درمیان مشترکہ و متفرقہ کی اقسام

البحث الاول

مسند الیہ کی جانب نسبت کرتے ہوئے خبر کی چار قسمیں بنتیں ہیں

الحدیث القدسی **المرفوع** **الموقوف** **المقطوع**

البحث الحدیث القدسی

قدسی کی نسبت قدس کی جانب ہے بمعنی الطہر یعنی وہ حدیث جو اللہ کی جانب منسوب ہو

اصطلاحی تعریف۔ وہ حدیث جو نبی سے ہم تک منقول ہو اور حضور اس کی سند اللہ تک منسوب کریں

حدیث قدسی اور قرآن میں فرق

چند فرق ہیں ان میں مشہور یہ ہیں

1قرآن کے لفظ و معنی دونوں اللہ کی جانب سے ہیں جبکہ حدیث قدسی کے معنی اللہ کی جانب سے اور لفظ نبی کی جانب سے ہیں.

2قرآن کی تلاوت عبادت کے طور پر ہوتی ہے حدیث قدسی کی نہیں.

3قرآن کے ثبوت کیلئے متواتر کا ہونا ضروری ہے حدیث قدسی کیلئے نہیں.

حدیث قدسی کی تعداد

احادیث النبویہ کی جانب نسبت کرتے ہوئے تو بہت زیادہ نہیں ہیں کیونکہ انکی تعداد تقریبا200 تک پہنچتی ہے

حدیث قدسی کے روایت کرنے کے 2 صیغے

1رسول اللہ نے اپنے رب سے روایت کرتے ہوئے کہا

2 اللہ تعالی نے فرمایا جسے اس کے رسول نے بیان کیا

المرفوع

مرفوع اسم مفعول ہے رفع سے بمعنی ختم کی ہوئی چیز

اصطلاحی تعریف۔ وہ حدیث جس کی نسبت حضور کے کسی قول فعل عمل یا کسی صفت کی جانب کی گئی ہو

مرفوع کی چار قسمیں ہیں

۱المرفوع القولی ۲المرفوع الفعلی ۳المرفوع التقریری ۴المرفوع الوصفی

قولی کا مطلب رسول اللہ نے ایسا ایسا فرمایا فعلی کا مطلب رسول اللہ نے ایسا کیا تقریری کا مطلب رسول اللہ کے سامنے ایسا کیا گیا اور آپنے منع نہیں فرمایا وصفی کا مطلب صحابی کہے رسول اللہ لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت و دلربا تھے.

الموقوف

یہ وقف سے اسم مفعول ہے

اصطلاحی تعریف۔جس قول یا فعل یا تقریر کی نسبت صحابی کی جانب کی جائے

اسکی 3 قسمیں ہیں = ۱موقوف قولی ۲موقوف فعلی ۳موقوف عملی

کبھی کبھی موقوف کا نام اس کیلئے بھی بولا جاتا ہے جو صحابی کے علاوہ سے مروی ہو لیکن مقید ہو کر جیسے یہ حدیث موقوف ہے امام زھری پر۔

فقہاء خراسان مرفوع کا نام خبر اور موقوف کا نام اثر رکھتے تھے اور محدثین ہر حدیث کا نام اثر رکھتے ہیں

ایسے فروعات جو مرفوع سے تعلق رکھتے ہیں

یعنی وہ دیکھنے میں تو موقوف لگے لیکن **بالغ النظر** کو اس میں مرفوع کا پیار نظر آئے اس کی چند صورتیں ہیں۔

1 ایسا صحابی جو اہل کتاب سے کسی بات کو نقل کرنے میں مشہور نہ ہو وہ کوئی ایسی بات کہے جس میں اجتہاد کی گنجائش نہ ہو اور نہ اسکا تعلق لغۃ یا غریب لفظ کی تشریح سے ہو۔

2 امور ماضیہ کے بارے میں یقینی خبر دینا۔

3 آنے والے زمانے میں ہونے والے کارناموں کے بارے میں خبر دینا۔

4 یا کسی مخصوص عمل پر ثواب وعقاب کی خبر دینا۔

5 صحابی کا کوئی ایسا کام کرنا جس میں اجتہاد کی گنجائش نہ ہو۔

6 صحابی کا خبر دینا کہ صحابہ ایسا کرتے تھے وغیرہ وغیرہ۔

ان میں اصل یہ ہے کہ حجت نہیں پکڑ سکتے لیکن اگر وہ صحیح ثابت ہوں تو ضعیف کی تقویت سے حجت پکڑ سکتے ہیں اور یہ حکم اس موقوف کیلئے ہے جس کیلئے حکم المرفوع نہ ہو ورنہ وہ مرفوع کی طرح ہی حجت بن سکتی ہے۔

المقطوع

یہ قطع سے اسم مفعول ہے

اصطلاحی تعریف۔ جس قول یا فعل کی نسبت تابعی یا تابعی سے کم درجہ کی جانب ہو۔

اس کی دو قسمیں ہیں = مقطوع قولی و مقطوع فعلی

احکام شرعیہ میں یہ حجت نہیں بن سکتی البتہ کوئی ایسا قرینہ ہو جو اس بات پر دلالت کرتا ہو کہ یہ مرفوع ہے تو اس کا حکم مرفوع کی طرح ہے، بعض محدثین مقطوع بول کر منقطع مراد لیتے ہیں انکے نزدیک منقطع سے مراد وہ روایت ہے جس کی سند متصل نہ ہو اور یہ غیر مشہور اصطلاح ہے اس بات پر متنبہ رہنا بچہ

البحث الثانی

مقبول و مردود کے درمیان دوسری مشترک قسمیں

المسند

مسند باب افعال سے اسم مفعول ہے بمعنی منسوب کیا ہوا۔

اصطلاحی تعریف. جس کی سند مرفوعاً حضور تک متصل ہو۔

المتصل

یہ باب افتعال سے اسم فاعل ہے اور یہ منقطع کی ضد ہے۔

اصطلاحی تعریف. جس کی سند مرفوعا یا موقوفا متصل ہو

کیا تابعی کا قول متصل ہے

مطلقا متصل نہیں ہے اور مقید اطلاق کرنا جائز ہے نیز اس کا نام مقاطیع رکھا جاتا ہے۔

زیادات الثقات

زیادات زیادۃ کی جمع ہے اور ثقات ثقۃ کی

اس سے مراد. کسی ثقہ راوی کی روایت میں ان زائد الفاظ کو ملاحظہ کرنا ہے جن کو دوسرے ثقہ راویوں نے روایت نہیں کیا

زیادتی کا اہتمام کرنے والے مشہور ائمہ

ابو بکر عبد اللہ بن محمد

ابو نعیم الجرجانی

ابو الولید حسان بن محمد القرشی

زیادتی کے واقع ہونے کی جگہ وہ متن اور سند ہے

متن میں زیادتی کا حکم

- بعض محدثین نے اسے مطلقا مقبول کیا
- اور بعض نے مطلقا رد کیا ہے
- اور بعض نے اس راوی کی زیادتی کو رد کیا ہے جس نے پہلے بغیر زیادتی کے روایت کی پھر زیادتی کے ساتھ اور یہی زیادتی اس راوی کے علاوہ سے قبول کیا ہے

اور ابن صلاح نے قبول ورد کے اعتبار سے زیادتی کی ۳ قسمیں کیں ہیں

ا۔ایسی زیادتی جس میں ثقات واوثق کی مخالفت نہ ہو تو یہ قبول ہے۔

۲۔ مخالفت ہو تو یہ مردود ہے۔

۳۔ ثقات کی ایک قسم کی مخالفت ہو تو یہ مخالفت دو امر میں منحصر ہو گی یا تو مطلق کو مقید کرنا یا عام کو خاص کرنا اور اس قسم پر حکم لگانے سے ابن صلاح نے سکوت کے پہلو میں آرام کیا ہے۔

البتہ امام نووی نے اس کے بارے میں قبول صحیح کا قول کیا ہے

سند میں زیادتی کا حکم

یہ دو بنیادی اصول پر موقوف ہے

۱ وصل کا ارسال کے ساتھ تعارض یعنی اکثر اسے مرسلا بیان کریں اور یہ ایک راوی موصولا بیان کرے۔

۲ مرفوع کا موقوف کے ساتھ تعارض کرنا یعنی تمام راوی موقوف بیان کرے اور یہ اکیلا بندہ مرفوع۔

رہیں باقی صورتیں تو علماء نے اس کی الگ بحث کیں ہیں۔

مذکورہ بحث میں علماء نے چار اقوال بیان کیئے ہیں

۱ اس شخص کی حدیث کا حکم جس نے حدیث کو موصول یا موقوف بیان کیا ہے مقبول ہے جمھور کے نزدیک۔

۲ مرسل و موقوف والے کا حکم مردود کا ہے اکثر محدثین کے نزدیک۔

۳ فیصلہ اکثریت پر موقوف رہے گا۔

٤ فیصلہ زیادہ حافظ وضابط راویوں کے حق میں ہو گا۔

الاعتبار والمتابع والشاهد

اعتبار مصدر ہے بمعنی چند امور میں غور کرنا

اصطلاحی تعریف۔ منفرد راوی کی روایت کے طرق حدیث میں چھان بین کرنا تاکہ جانا جائے کیا اس راوی کی روایت میں کوئی دوسرا شریک ہے یا نہیں

المتابع اس کا نام تابع بھی ہے

یہ اسم فاعل ہے باب مفاعلہ سے بمعنی وافق

اصطلاحی تعریف۔ منفرد حدیث کے راوی لفظا اور معنًی میں یا صرف معنی میں دوسرے رواۃ کی موافقت و مشارکت کریں جب کہ تمام رواۃ کا صحابی ایک ہو۔

الشاھد

یہ شہادۃ سے اسم فاعل ہے بمعنی گواہی دینے کہ نیز شاھد کو شاھد اسلئے کہتے ہیں کہ وہ حدیث کی اصل کی گواہی دیتی ہے اور اس کو پختہ کرتی ہے جیسے کہ شاھد مدعی کے قول کو مضبوط بناتا ہے۔

اصطلاحی تعریف۔ منفرد حدیث کے رواۃ لفظا اور معنًی میں یا فقط معنی میں دوسرے راوی سے مشارکت کریں اختلاف صحابی کے ساتھ۔

حدیث اعتبار **تابع اور شاھد** کی **قسیم** نہیں ہے کوئی شخص یہ گمان کر سکتا ہے لیکن حقیقت میں اعتبار تابع اور شاھد تک پہنچنے کی کیفیت کا نام ہے یعنی تابع اور شاھد کے متعلق تحقیق و تفتیش کے طریقہ کا نام اعتبار ہے۔

تابع اور شاھد کے لیے دوسری اصطلاح

گذشتہ تعریف مشہور و معروف ہے البتہ اس کے علاوہ بھی اور تعریف ہیں تابع و شاھد کی

تابع۔ منفرد یعنی غریب حدیث کے راویوں کو لفظی مشارکۃ کا حاصل ہو جانا خواہ صحابی ایک ہو یا مختلف۔

الشاھد۔ غریب حدیث کے راویوں کو معنی میں مشارکۃ حاصل ہو خواہ صحابی ایک ہو یا مختلف اور کبھی کبھی ان میں سے ہر ایک کا دوسرے پر بھی اطلاق کر لیا جاتا ہے۔

المتابعة

یہ تابع کا مصدر ہے

اصطلاحی تعریف...راوی کی مشارکۃ اس کا غیر کرے حدیث کی روایۃ میں

متابعۃ کی دو قسمیں ہیں

متابعة التامه.راوی کا مشارکۃ کو حاصل کر لینا اول سند سے ہی

متابعة قاصرة.راوی کا مشارکۃ حاصل کرنا درمیان سند میں۔

ان سب کی مثالیں اصل کتاب میں مذکور ہیں

نصیحت

اے میرے لخت جگر اور آنکھوں کی ٹھنڈک مجھے امید قوی ہے کہ تو اس بات کو جانتا ہو گا کہ یہ کتاب چار ابواب پر مشتمل ہے ان میں سے ایک باب مکمل ہو ا اس باب میں چار فصلیں آٹھ بحثیں تو نے مطالعہ کیں یہ بات بھی تیرے علم عطائی میں ہو گی اس بات کو اپنے دل کی تختی پر اپنے دماغ کے وساطت سے جمالے یہ باب علم حدیث کیلیئے ایک بنیاد ہے اس کو مضبوط یاد کر اور اس کی تکرار کر مقولہ ہے اذاکہ دقہار اور اس باب کی افہام و تفہیم کے ذریعہ مشق کر امتحانی نمبر کیلیئے نہیں اصل علم کے لیے اس پر عمل پیرا ہو جا

الباب الثانی

راوی میں جرح وتعدیل اوراس کی روایت کے مقبول ہونے کی صفۃ کے بیان میں ہے.

یہ باب ۳ ابحاث پر مشتمل ہے

۱۔راوی اوراس کے مقبول ہونے کے شرائط.

۲۔ جرح وتعدیل کی کتابوں کے متعلق عام نظریہ.

۳۔ جرح وتعدیل کے مراتب.

پہلی بحث

راوی اوراس کے مقبول ہونے کے شرائط:

(تمہیدی گفتگو)

یقیناًرسول اللہ کی حدیث ہم تک رواۃ کے واسطے پہنچیں ہیں پس صحت حدیث یاعدم صحت حدیث کی معرفۃ کے لیے رواۃ کے بارے میں جاننا پہلازینہ ہے اسی وجہ سے علماءحدیث نے رواۃ کی روایت کے مقبول کرنے کیلئے ایسے دقیق شرائط لگائیں ہیں جو محدثین کے باریک نظر ہونے پر دلالت کرتیں ہے یہ توراوی میں شرائط ہیں دوسری جانب محدثین نے قبول حدیث کیلئے بھی ایسی شروط لگائیں ہیں کہ آج کل کے بالغ النظر ایسی شرائط لگانے سے عاجز ہیں بلاشبہ خبروں کی پختگی ان کے رواۃ پرہے اسی وجہ سے سرکاری ایجنسیوں سے جاری ہونے والی خبریں بہت مرتبہ جھوٹی ثابت ہوتی ہیں ان کے رواۃ کے ثقہ نہ ہونے کی وجہ سے۔

راوی کے مقبول ہونے کے شرائط

جمہورعلماءکا نظریہ ہے کہ راوی میں دوبنیادی شرائط ہونی چاہیے .

۱ **العدالۃ** یعنی راوی مسلمان بالغ عاقل فسق کی نشانی سے سلامت ہواور خلاف عادت کام کرنے سے بھی سلامت ہو۔

۲ الضبط یعنی راوی ثقات کی مخالفت نہ کرتا ہو کمزور حفظ والا نہ ہو فحش غلطی نہ کرتا ہو غفلت نہ برتتا ہو اور بہت وہمی نہ ہو

عدالت دوامر میں سے ایک کے ذریعہ ثابت ہو جائے گی

۱ علماء التعدیل یا ان میں سے کوئی ایک اس کے عادل ہونے پر صراحت کر دے۔

۲ یا اس کی عدالت مشھور ہو۔

نیز ابن عبدالبر نے فرمایا ہر شخص عادل ہے جب تک اس کی جراحت ثابت نہ ہو۔

راوی کا ضبط کیسے پہنچانا جائے

راوی کے ضبط کو پہنچاننے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اس کی روایت متقن و ثقہ کی روایت کے موافق ہو تو ضبط مضبوط شمار ہو گا البتہ اگر تھوڑا بہت اختلاف ہو تب بھی کوئی حرج نہیں لیکن اگر بہت زیادہ اختلاف کرتا ہو تو اس کا ضبط کمزور شمار ہو گا۔

کیا سبب بیان کئے بغیر جرح و تعدیل قبول کی جاسکتی ہے

تعدیل تو مقبول کی جاسکتی ہے البتہ جرح تفسیر کے ساتھ ہی مقبول ہو گی کیونکہ تعدیل کے اسباب بہت زیادہ ہیں جرح مختلف ہوتے ہیں پس ہو سکتا ہے کہ ایک سبب **علی** کے نزدیک جرح کا سبب ہو لیکن وہی **حسن** کے نزدیک نہ ہو اسلئے جرح کا سبب بیان کرنا ہی پڑے گا۔

کیا جرح و تعدیل ایک راوی کے ثابت کرنے سے ثابت ہو جائے گی

درست قول تو یہ ہے ہو جائے گا اور ضعیف قول دو کے ثابت کرنے سے ثابت ہو گا۔

جب ایک راوی میں جرح و تعدیل دونوں جمع ہوں جائیں تو معتمد یہ ہے کہ جرح مقدم ہو گی جب کہ اس کا سبب بیان کیا ہو۔

اور ایک ضعیف قول یہ ہے کہ تعدیل بیان کرنے والوں کی تعداد اگر زیادہ ہے تو تعدیل جرح پر مقدم ہو گی۔

ایک شخص سے عادل کی روایت کا حکم

صحیح قول یہ ہے کہ اکثر علماء کے نزدیک اس کی تعدیل کا اعتبار نہ کیا جائے گا اور ضعیف قول یہ ہے تعدیل معتبر ہو گی۔

عالم کا عمل یا فتوی کسی حدیث کے موافق ہونا اس کی صحت کے حکم پر دلالت نہیں کرتا یوں ہی عمل یا فتوی کا حدیث کے خلاف ہونا اس حدیث کے عدم صحت کو ثابت نہیں کرتا۔

فسق سے توبہ کرنے والے کی روایت کا حکم

۱ التائب کی روایت مقبول ہو گی۔

۲ حدیث رسول میں کذب سے تائب کی روایت مقبول نہیں ہو گی

جو حدیث بیان کرنے پر اجرت لیتا ہے اس کی روایت کا حکم

بعض کے نزدیک اس کی روایت مقبول نہیں ہیں بعض کے نزدیک مقبول ہے اور ابو اسحق نے فتوی دیا حدیث بیان کرنے کی وجہ سے اہل و عیال کیلئے کمائی کا ذریعہ نہ ہو تو اس کے لیے اجرت لینا جائز ہے۔

جو راوی تساہل و غفلت یا حدیث میں لقمہ لینے یا بہت بھولتا ہو اس کی روایت کا حکم

۱ جو راوی سماع حدیث یا حدیث سنانے کے وقت نیند کی پروا نہیں کرتا یعنی سو جاتا ہے یا ایسی اصل بیان کرتا ہے جس کی تصحیح مقبول نہیں تو ایسے کی روایت مقبول نہیں۔

۲ اور جو حدیث میں لقمہ قبول کرتا ہے اس کی روایت بھی مقبول نہیں اس طرح کہ اسے کوئی لقمہ دیا گیا پس وہ اس کو بیان کرے یہ جانے بغیر کہ یہ حدیث میں ہے بھی یا نہیں نیز اپنی روایت میں بہت بھولنے والے کی حدیث مقبول نہیں

جو حدیث بیان کرے اور بھول جائے تو اس کی روایت کا حکم

تعریفہ. شاگرد اپنے استاد سے جو روایت بیان کرتا ہے استاد کا اس حدیث کا بھول جانا

حکم .اگر یقینی طور پر استاد نفی کرے تو وہ روایت مردود ہے اور اگر اس کی نفی میں تردد ہو تو مقبول ہے

کیا حدیث کے مردود ہونے کی وجہ سے شاگرد یا استاد میں طعن کا سبب شمار کیا جائے گا

جواب۔ نہیں کیونکہ کوئی بھی طعن کے زیادہ لائق نہیں ہے۔

البحث الثانی

کتب الجرح والتعدیل کا تعارف

حدیث کی صحت اور ضعف کا تعین کئی اہم امور پر مبنی ہوتا ہے، جن میں راویوں کی ثقاہت (عدالت) اور ان کے ضبط و حفظ کا معیار شامل ہے۔ اسی مقصد کے لیے محدثین نے ایسی کتب مرتب کیں جن میں ثقہ راویوں کی توثیق اور ضعیف راویوں پر کیے گئے اعتراضات کو بیان کیا گیا۔ راویوں کی ثقاہت کے بیان کو "تعدیل" کہا جاتا ہے، جبکہ راویوں پر کیے گئے اعتراضات کو "جرح" کہا جاتا ہے۔ ان کتابوں میں کسی بھی قسم کی جانبداری سے ہٹ کر غیر متعصب علما کی آراء کو شامل کیا گیا، اور اسی بنیاد پر انہیں کتب الجرح والتعدیل کا نام دیا گیا۔

یہ کتب مختلف اقسام پر مشتمل ہیں:

1. صرف ثقہ راویوں کے لیے مخصوص کتب: جیسے الثقات (ابن حبان)، جس میں صرف ان راویوں کا ذکر ہے جنہیں محدثین نے معتبر قرار دیا ہے۔
2. صرف ضعیف اور مجروح راویوں کے لیے مخصوص کتب: جیسے الکامل فی الضعفاء (ابن عدی)، جو صرف کمزور اور ناقابل اعتماد راویوں کے تذکرے پر مشتمل ہے۔
3. وہ کتب جن میں ثقہ اور ضعیف دونوں راویوں کا ذکر موجود ہے: جیسے التاریخ الکبیر (امام بخاری) اور الجرح والتعدیل (ابن ابی حاتم)، جن میں حدیث کے تمام راویوں کے احوال درج کیے گئے ہیں۔

بعض کتب عمومی طور پر تمام راویوں کا احاطہ کرتی ہیں، جبکہ بعض مخصوص کتب حدیث کا، جیسے صحاح ستہ کے راویوں پر مرکوز ہوتی ہیں۔ علمائے حدیث نے ان کتابوں میں صرف راویوں کی ثقاہت و ضعف کا ذکر نہیں کیا، بلکہ ان کی علمی سند، شیوخ و تلامذہ، سفر و ملاقاتیں، اور ان کے عہد کے تاریخی پسِ منظر کو بھی واضح کیا ہے۔ ان تحقیقات کی بدولت حدیث کے ماخذ محفوظ رہے، اور صحیح و ضعیف احادیث میں امتیاز ممکن ہوا۔

مشہور کتب الجرح والتعدیل

1.التاریخ الکبیر(امام بخاری)—ثقات اور ضعفاء راویوں پر مشتمل

2.الجرح والتعدیل(ابن ابی حاتم)—ثقات اور ضعفاء دونوں راویوں کے ذکر پر مبنی

3.الثقات(ابن حبان)—صرف ثقہ راویوں پر مشتمل

4.الکامل فی الضعفاء(ابن عدی)—صرف ضعیف راویوں کے تذکرے کے لیے

5.الکمال فی أسماء الرجال(عبدالغنی مقدسی)—صحاح ستہ کے راویوں پر مشتمل

6.میزان الاعتدال(امام ذہبی)—ضعیف اور متروک راویوں پر مشتمل

7.تہذیب التہذیب(ابن حجر)—تہذیبات اور مختصرات پر مشتمل

یہ کتب اسلامی علوم کے ناقابلِ فراموش ذخیرے میں شامل ہیں، جن کی بدولت علم حدیث کی بنیادیں مضبوط ہوئیں اور امت کو مستند احادیث تک رسائی حاصل ہوئی۔اللہ تعالیٰ ان محدثین کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے رجالِ حدیث کے احوال کو محفوظ رکھنے میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔

البحث الثالث

جرح وتعدیل کے مراتب

ابن ابی حاتم نے ابتدائی طور پر جرح وتعدیل کے چار چار مرتبہ بیان کیے ہیں حکم کے ساتھ پھر مزید علماء نے ۲ مرتبوں کا اضافہ کیا تو یہ چھ ہو گئے اور وہ یہ ہیں

تعدیل کے مراتب

۱ وہ جو توثیق میں مبالغہ پر دلالت کرے یا افعل کے وزن پر ہو جیسے **فلان أثبت الناس**

۲ پھر وہ جو توثیق کی ایک یا دو صفات کے ساتھ مؤکد ہو جیسے **ثقة ثقة**

٣ پھر وہ جو ایسی صفت سے تعبیر ہو جو توثیق پر بغیر تاکید کے دلالت کرتا ہو جیسے **ثقة**

٤ پھر جو تعدیل پر دلالت کرے ضبط کی خبر دیئے بغیر جیسے **صدوق**

٥ پھر وہ جس میں توثیق و تجریح پر کوئی دلالت نہ ہو جیسے **فلان شیخ**

٦ پھر وہ جو جراحت کے قریب ہو جیسے **فلان صلاح الحدیث**

ان مراتب کا حکم

پہلے ٣ مرتبوں والوں کی حدیث سے حجت قائم کی جائے گی

اور چوتھے اور پانچویں مرتبہ والوں کی حدیث سے حجت قائم نہیں کی جائے گی البتہ ان کی حدیث کو لکھا جائے گا اور ان کو جانچا بھی جائے گا

چھٹے مرتبہ والے کی حدیث کو لکھا جائے گا فقط اعتبار کیلئے جانچا نہیں جائے گا

جرح کے مراتب اور الفاظ

ا جو نرمی پر دلالت کرے جیسے **فلان لین الحدیث**

٢ پھر جس سے حجت نہ لینے کی صراحت ہو جیسے **فلان لا یحتج به**

٣ پھر جس کی حدیث نہ لکھنے کی صراحت ہو جیسے **فلان لا یکتب حدیثه**

٤ پھر جس میں جھوٹ کی تہمت ہو جیسے **فلان متهم بالکذب**

٥ وہ الفاظ جو راوی کے جھوٹے ہونے پر دلالت کریں جیسے **فلان کذاب**

٦ پھر وہ جو کذب میں مبالغہ پر دلالت کرے جیسے **فلان أکذب الناس**

ان مراتب کا حکم

پہلے دو مرتبوں والوں کی حدیث سے حجت نہیں پکڑی جائے گی البتہ فقط اعتبار کیلئے لکھی جائے گی باقی چار مرتبوں والوں کی حدیث سے نہ حجت پکڑی جائے گی نہ لکھی جائے گی نہ اعتبار کیا جائے گا۔

الباب الثالث

ضبط روایت کی کیفیت اور اس کے آداب کے حصول کے طریقے

اس باب میں 2 بحثیں ہیں

اول روایت کے ضبط کی کیفیت اور اس کے حاصل کرنے کے طرق کے بیان میں

دوم روایت کے آداب کے بیان میں

فصل اول

اس فصل میں چار ابحاث ہیں

اول۔سماع الحدیث تحمل الحدیث اور ضبط الحدیث کی کیفیت کے بیان میں

دوم۔ تحمل کے طرق اور ادا کے صیغوں کے بیان میں

سوم۔کتابۃ حدیث اور ضبط حدیث اور اس میں تصنیف کرنے کے بیان میں

چہارم۔روایت حدیث کی صفت کے بیان میں

پہلی بحث

تمہید میں بیان کیا گیا ہے کہ سماع حدیث کی کیفیت سے مراد وہ شرائط اور امور ہیں جو حدیث کو صحیح طور پر سننے اور روایت کرنے کے لیے ضروری ہیں، تاکہ حدیث درست طریقے سے دوسرے تک پہنچ سکے۔ تحمل حدیث سے مراد وہ طریقے ہیں جن سے حدیث شیوخ سے حاصل کی جاتی ہے، اور ضبط حدیث سے مراد طالب علم کی وہ حالت ہے جس میں وہ حدیث کو یاد کرتا ہے اور اسے دوسروں تک صحیح طریقے سے پہنچانے کے قابل ہوتا ہے۔اصول حدیث کے علما نے اس علم کو ایک باریک اور دقیق طریقے سے مرتب کیا ہے، جس میں حدیث کے لینے کے مختلف طریقوں کی تمیز کی

گئی ہے اوران کے درمیان مراتب کی تقسیم کی گئی ہے تاکہ حدیث کے صحیح طور پر منتقل ہونے کی ضمانت ہو سکے۔اس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان یقین رکھیں کہ حدیث نبوی کے پہنچنے کا طریقہ بالکل صحیح، محفوظ اور اطمینان بخش ہے۔

نیز تحمل حدیث کیلئے اسلام و بلوغت شرط نہیں ہے بلکہ اداء حدیث کیلئے اسلام و بلوغ شرط ہیں۔

سماع حدیث کی ابتداء کس عمر میں کی جائے اس میں مختلف اقوال ہیں

1 تیس سال کی عمر میں ابتداء کی جائے۔

2 بیس سال کی عمر میں ابتداء کی جائے۔

3 دس سال کی عمر میں ابتداء کی جائے۔

4 اخری یعنی اس زمانے میں درست بات یہ ہے کے جب اہلیت ہو جائے تو سماع کیلئے جلدی کرے کیونکہ اب حدیثیں کتب میں محفوظ ہو چکی ہیں۔

کیا بچہ کی سماع کے صحت کیلئے کوئی متعین عمر ہے

بعض علماء نے پانچ سال کی حد متعین کی ہے اور بعض نے تمیز کے ساتھ متعین کیا ہے یعنی جب بچہ گفتگو سمجھنے لگے اور جواب دینے لگے

دوسری بحث

حدیث کو حاصل کرنے کے طرق اور حدیث کو بیان کرنے کے صیغوں کے بیان میں

حمل حدیث کے آٹھ طرق

1 شیخ کے الفاظ کو سننا

2 شیخ کے سامنے پڑھنا

۳اجازۃ ۴مناولۃ ۵کتابۃ ۶اعلام ۷وصیۃ ۸ وجادۃ

سب کی عنقریب بحث آئے گی

۱ شیخ کے لفظ کو سننا

اس کی صورت یہ ہے کہ شیخ حدیث پڑھے اور طالب علم سنے خواہ وہ اپنے حفظ سے پڑھے یا کتابۃ سے دیکھ کر اور سننے والا سنے ہوئے کو لکھے یا نہ لکھے یہ برابر ہے

جمہور علماء کے نزدیک تحمل حدیث کے طرق میں سب سے بہتر طریقہ وہ سماع کا ہے

الفاظ اداء

طرق تحمل میں سے ہر قسم کے مخصوص الفاظ کے عام ہونے سے پہلے سنی ہوئی حدیث کو اس طرح آگے بیان کر سکتا تھا سمعت یا حدثنی یا اخبرنی یا انبأنی

اور عام ہونے کے بعد تو اس ترتیب پر ہو گئے

سماع کیلئے سمعت یا حدثنی قراءۃ کیلئے اخبرنی

اجازۃ کیلئے انبانی

اور سماع مذاکرہ کیلئے قال لی یا ذکر لی

۲ القراءۃ علی الشیخ

اکثر محدثین اس کا نام عرض رکھتے ہیں، اس کی صورت یہ ہے... طالب علم حدیث پڑھے اور شیخ سنے خواہ طالب علم پڑھے یا اس کے علاوہ کوئی اور جبکہ یہ سنتا ہو خواہ وہ حفظ سے پڑھے یا کتاب سے دیکھ کر اور ایسے ہی شیخ قاری کو اپنے حفظ سے سنے یا اپنا دیپچہ سامنے رکھ کر یا شیخ کے علاوہ کوئی ثقہ سنے۔

اس طریقہ سے روایت کرنے کا حکم

شیخ پر قراءت کے طریقہ پر روایت کرنا صحیح روایۃ ہے بغیر اختلاف کے چند متشددین نے اختلاف کیا ہے البتہ اس کی کوئی پرواہ نہیں

مرتبہ

اس پر ۳ اقوال ہیں

١ یہ سماع کے برابر ہے

٢ یہ سماع سے ادنی ہے

٣ یہ سماع سے اعلی ہے

اداء کے الفاظ

زیادہ درست یہ ہے قرأت علی فلان یا اس پر پڑا گیا اور میں سن رہا تھا اور اس نے اقرار کر لیا اور یہ بھی جائز ہے

حدثنا قراۃ علیہ

عام طریقہ جو رائج ہے وہ صرف اخبرنا کا اطلاق کرنا ہے

٣ الاجازۃ

تعریف. لفظی طور پر یا لکھ کر روایۃ کرنے کی اجازت دینا

اس کی صورت شیخ اپنے طلبہ میں سے کسی سے کہے میں نے تجھے اجازت دی کہ تو میری جانب سے صحیح البخاري روایت کرے

اس کی بہت سی قسمیں ہیں ان میں سے ٥ یہ ہیں

١ شیخ معین چیز کی معین شخص کو اجازت

٢ معین چیز کی غیر معین شخص کو اجازت دے

٣ غیر معین کی غیر معین کو اجازت دے جیسے میں اپنے زمانے کے لوگوں کو اجازت دیتا ہوں

٤ مجهول کی مجهول کو اجازت دے مثل میں تجھے کتاب سنن کی اجازت دیتا ہوں

٥ معدوم کو اجازت دے جیسے میں فلاں کو اجازت دیتا ہوں جو اس کی اولاد پیدا ہو گی

اجازۃ کا حکم

پہلی قسم کو جمہور صحیح کہتے ہیں اور باقی چار میں کثیر اختلاف ہے

الفاظ اداء

بہتر یہ ہے کہ وہ کہے أجازلی فلان یعنی مجھے فلاں نے اجازت دی ہے اور جائز ہے کہ کہے حدثنا إجازة یا أخبرنا إجازة

کتاب الوجازة کے مصنف نے أنبأنا کو پسند کیا ہے

٤ المناولة

اس کی دو قسمیں ہیں

١ مقرونة بالإجازة. اس کی صورت یہ ہے کہ شیخ طالب علم کو اپنی کتاب دیکر کہے یہ میری فلاں سے روایت ہے تو اسے میری جانب سے بیان کر سکتا ہے پھر وہ اس نسخہ کو اپنی ملکیت رکھ لے یا نقل کیلئے عاریۃ رکھ لے

٢ مجردة عن الإجازة. اس کی صورت یہ ہے کہ شیخ طالب علم کو اپنی کتاب دے اور وہ صرف اپنے سماع کے قول پر اکتفاء کرے

حکم مقرونة بالإجازة ہے تو اس سے روایت کرنا جائز ہے اور یہ سماع اور قرائۃ سے ادنی ہے

اور اگر مجردة عن الإجازة ہے تو روایت کرنا جائز نہیں

الفاظ اداء

بہتر یہ ہے ناولنی اور جائز ہے کہ کہے حدثنا مناولة

٥ الكتابة

اس کی صورت یہ ہے کہ شیخ اپنی سنائی گئی روایات کو حاضر یا غائب کو اپنے خط یا حکم سے لکھوا کر دے

اس کی دو قسمیں ہیں

١ مقرونة بالإجازة جیسے میں تجھے اس کی اجازت دیتا ہوں جو تیرے لیے لکھیں ہیں

٢ مجردة عن الإجازة... اس کی جانب کچھ احادیث لکھ کر بھیجے اور اجازت درج نہ کرے

حکم الکتابة

مقرونة بالإجازة کو روایت کرنا صحیح ہے اور مجردة عن الاجازة کی روایت ممنوع ہے ایک قوم کے نزدیک اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ اس کی بھی اجازت ہے صحیح جواز کا ہونا ہے

کیا خط پر اعتماد کرنے کے لئے کسی دلیل کی شرط لگائی گئی ہے

بعض نے دلیل کی شرط لگائی ہے ان کا دعوی یہ ہے کہ خط خط کے مشابہ ہو سکتا ہے البتہ یہ قول ضعیف ہے
بعض نے کہا مکتوب الیہ کا کاتب کے خط کی معرفة کر لینا ہی کافی ہے اور یہ صحیح قول ہے

الفاظ ادا

لفظ کتابة کی صراحت کرنا جیسے کتب الی فلان یا الفاظ سماع یا قراءة کے ساتھ مقید کرنا حدثنی فلان

٦ الإعلام

اس کی صورت شیخ طالب علم کو خبر دے یہ حدیث یا کتاب میرا سماع ہے

حکمه. اس میں اختلاف ہے ٢ اقوال ہیں

١ بہت علماء کے نزدیک اس کو روایت کرنا پر جواز کا حکم ہے
٢ کئی ایک محدثین کا قول ہے اور یہی صحیح ہے جائز نہیں

٧ الوصية

اس کی صورت یہ ہے کہ شیخ اپنی موت یا سفر کے وقت کسی شخص کیلئے اپنی کتب میں سے کسی ایک کے ساتھ وصیت کرے جسے وہ روایت کرتا ہے

حکم. بعض سلف کے نزدیک جائز ہے اور یہ نظریہ غلط ہے
اور بعض کے نزدیک جائز نہیں اور یہ صحیح ہے

۸ الوجادة

اس کی صورۃ یہ ہے طالب علم اپنی شیخ کے خط سے بعض ایسی احادیث پائے جنھیں وہ بیان کرتا تھا اور نہ اس کی جانب سے سماع ہو نہ اجازۃ۔

حکم. وجادہ کے طریق سے روایت کرنا منقطع کی صورت ہے لیکن اس میں اتصال کا احتمال بھی ہے

الفاظ اداء

واجد کہے. وجدت بخط فلان

البحث الثالث

کتابت حدیث وضبط حدیث اور اس میں تصنیف کا بیان

کتابت حدیث کا حکم

بعض نے اسے مکروہ قرار دیا ہے۔ بعض نے مباح قرار دیا ہے پھر اس اختلاف کے بعد اس کے جواز پر اجماع ہو گیا اور اختلاف ختم ہو گیا اور اگر حدیث کتب میں مدون نہ ہوتیں تو آخیر زمانہ میں خاص کر ہمارے زمانہ میں ضائع ہو جاتیں

کتابۃ حدیث کے حکم میں اختلاف کی وجہ

کتابۃ حدیث کے متعلق نہی اور اباحت کی احادیث کا متعارض ہونا ہے

حدیث النھی. رسول اللہ نے فرمایا تم میری جانب سے قرآن کے سوا کچھ نہ لکھو اگر لکھ لیا ہے تو اسے مٹا دو

حدیث الإباحة. رسول اللہ نے فرمایا ابو شاہ کو لکھ دو اور اس طرح اباحۃ کی دوسری احادیث بھی ہیں

تطبیق کی صورت اباحۃ ونھی کی احادیث کے درمیان

بعض نے فرمایا کتابۃ حدیث کی اجازت اسے تھی جسے بھونے کا خوف تھا اور نھی اسے تھی جو نسیان سے محفوظ تھا جب کہ لکھنے کی صورت میں خط پر اعتماد کا خوف تھا

اور بعض نے فرمایا نھی اس وقت تھی جب قرآن کے ساتھ مل جانے کا خوف تھا پھر جب اس سے محفوظ ہو گئے تو کتابۃ کی اجازت مل گئی

کاتب حدیث پر کیا چیز ضروری ہیں

حدیث لکھنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ حدیث کی تحقیق میں محنت کرے، الفاظ کو درست شکل، نقطوں اور اعراب کے ساتھ لکھے، خاص طور پر مشکل اور مشہور ناموں پر۔ اس کا خط واضح اور قواعد کے مطابق ہو، اور ایسی کوئی اصطلاح نہ اپنائے جو دوسروں کے لیے نامفہوم ہو۔ نبی کریم ﷺ کا ذکر آئے تو درود لکھنے میں سستی نہ کرے، اور اللہ تعالیٰ، صحابہ کرام اور علماء کے لیے مکمل تعظیمی کلمات استعمال کرے، مختصر اشاروں سے اجتناب کرے۔

مقابلۃ اور اس کی کیفیۃ

کاتب حدیث پر ضروری ہے جب وہ کتابۃ حدیث سے فارغ ہو جائے تو اپنے شیخ کی اصل سے موازنہ کرے اور مقابلہ و موازنہ کی کیفیت یہ ہو کہ یہ اور اس کا شیخ سنے سنانے کے وقت اپنی اپنی کتاب سامنے رکھیں اور دوسرے ثقہ سے بھی وہ مقابلہ کرواسکتا ہے شیخ کی جگہ اسی طرح ایسے نسخہ سے جس کا شیخ کی اصل سے مقابلہ ہو چکا ہو اس سے بھی مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔

اداء اور اس کے علاوہ الفاظ کی کتابۃ میں محدثین کی اصلاحات

محدثین اکثر اقتصار کرتے ہوئے اشارۃ لکھتے ہیں: حدثنا کو ثنا یا نا اخبرنا کو انا یا أرنا

اور ایک سند کو دوسری سے بدلیں تو ح اور قاری اس کو حا پڑھتا ہے

محدثین کی عادت ہے کہ وہ کلمہ قال کو حذف کر دیتے ہیں رجال کے درمیان خط کے اعتبار سے البتہ قاری کیلئے مناسب ہے اس پر تلفظ کرنا۔

طلب حدیث میں سفر کرنا

ہمارے سلف صالحین نے حدیث کی حفاظت کے لیے بے مثال محنت کی۔ وہ نہ صرف اپنے علاقوں میں حدیث جمع کرتے بلکہ دور دراز شہروں اور ممالک کا سفر بھی کرتے تاکہ مستند شیوخ سے حدیث حاصل کر سکیں۔ اس مقصد

کے لیے وہ مشکلات اور تکالیف برداشت کرنے سے بھی دریغ نہ کرتے۔ خطیب بغدادی کی کتاب "الرحلة في طلب الحديث" اسی جدوجہد کا احاطہ کرتی ہے۔ اس میں صحابہ، تابعین اور بعد کے علمائے کرام کے سفروں کا ذکر کیا گیا ہے، جو علم حدیث کے حصول میں کی جانے والی قربانیوں کو اجاگر کرتا ہے۔ یہ کتاب طلبہ کو محنت، عزم اور لگن کی ترغیب دیتی ہے۔

احادیث میں تصانیف کی اقسام

خلاصہ: جو شخص حدیث اور دیگر علوم میں تصنیف کی صلاحیت رکھتا ہو، اس پر لازم ہے کہ وہ ایسی کتابیں مرتب کرے جو طلبہ کے لیے آسانی پیدا کریں۔ تصنیف میں ترتیب، وضاحت اور سہولت کا خیال رکھا جائے، نیز جلد بازی سے گریز کیا جائے۔

حدیث کی تصنیف کی مختلف اقسام ہیں:

1. **جوامع**: وہ کتب جو عقائد، عبادات، معاملات، مناقب، رقاق، فتن اور قیامت کے امور پر مشتمل ہوں، جیسے الجامع الصحیح للبخاری۔
2. **مسانید**: وہ کتب جن میں ہر صحابی کی روایات کو الگ ترتیب دیا جاتا ہے، جیسے مسند امام احمد بن حنبل۔
3. **سنن**: فقہی ابواب کے تحت مرتب کتابیں جو احکام کی احادیث پر مشتمل ہوں، جیسے سنن ابی داؤد۔
4. **معاجم**: ایسی کتب جن میں احادیث کو مؤلف کے شیوخ کے ناموں کے مطابق ترتیب دیا جاتا ہے، جیسے معجم طبرانی۔
5. **علل**: وہ کتب جو معلول (کمزور سند والی) احادیث اور ان کی خامیوں کی وضاحت کرتی ہیں، جیسے علل ابن ابی حاتم۔
6. **اجزاء**: چھوٹی کتب جو کسی ایک راوی کی روایات یا کسی مخصوص موضوع کی تمام احادیث پر مشتمل ہوتی ہیں، جیسے جزء رفع الیدین فی الصلاۃ لامام بخاری۔

7اطراف: ایسی کتاب جس میں مؤلف کسی حدیث کا ایک حصہ ذکر کرتا ہے جو باقی حدیث پر دلالت کرتا ہے، پھر اس کی سند بیان کرتا ہے، جیسے تحفۃ الاشراف لمعرفۃ الاطراف از امام مزی۔

8**مستدرکات**: وہ کتابیں جن میں وہ احادیث جمع کی جاتی ہیں جو کسی بڑی حدیثی کتاب کے مصنف کی شرط پر پوری اترتی ہیں لیکن وہ اسے درج نہیں کر سکا، جیسے المستدرك على الصحيحين از امام حاکم۔

9**مستخرجات**: وہ کتب جن میں کسی حدیثی کتاب کی احادیث کو دوسری سندوں کے ذریعے روایت کیا جاتا ہے، لیکن اصل مصنف کی سند کو چھوڑ کر، جیسے المستخرج على الصحيحين از امام ابو نعیم اصفہانی۔

یہ تمام تصنیفی اقسام حدیث کے طلبہ کے لیے علمی فوائد فراہم کرتی ہیں۔

البحث الرابع

روایت حدیث کی صفت

اس عنوان سے مراد اس کیفیت کو بیان کرنا ہے جس کے ذریعہ حدیث روایت کی جاتی ہے اور ان آداب کا تذکرہ کرنا ہے جن کے ذریعہ حدیث کو آراستہ کیا جاتا ہے اور جو امور ان کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں ان میں سے کچھ باتیں بیان ہو چکی ہیں اور کچھ ذیل میں بیان کی جارہی ہیں۔

کیا راوی کی اپنی کتاب سے روایت کرنا جائز ہے جبکہ اس نے یاد نہیں کیا ہو جو اس کے اندر ہے،

اس امر میں علماء کا اختلاف ہے بعض نے افراط سے کام لیا ہے اور بعض نے تفریط سے کام لیا ہے اور بعض حضرات نے اعتدال کو اپنا جانشین بنایا۔

رہے متشددین تو انھوں نے کہا کہ وہی روایت قابل حجت ہو سکتی ہے جو اپنے حفظ سے روایت کی گئی ہو۔

رہے متساھلین تو ایک گروہ نے اس نسخہ سے بھی روایت کی اجازت دے دی جس کا اصل نسخہ سے مقابلہ نہیں ہوا۔

رہے اعتدالی حضرات تو وہ فرماتے ہیں اگر راوی شرائط پوری کرے اور غالب گمان ہو کہ کتاب میں تحریف نہیں ہوئی تو اس کا اس سے روایت کرنا جائز ہے، چاہے کتاب موجود نہ ہو۔

جو اپنے سنے ہوئے کو یاد نہ رکھتا ہو اس نابینا کی روایت کا حکم

اگر نابینا راوی اپنی سنی ہوئی حدیث کو لکھنے، ضبط اور حفاظت میں کسی ثقہ شخص کی مدد لے اور قراءت کے وقت احتیاط کرے، تو غالب گمان ہونے پر کہ کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، اس کی روایت اکثر کے نزدیک درست ہے، جیسے کسی بینا کی جو خود حفظ نہ رکھتا ہو۔

حدیث کی روایت بالمعنی اور اس کے شرائط

حدیث کی روایت بالمعنی پر سلف میں اختلاف ہے؛ بعض نے منع کیا جبکہ جمہور نے اسے جائز قرار دیا، بشمول ائمہ اربعہ، بشرطیکہ راوی الفاظ کے معانی اور ان کے تغیرات سے واقف ہو۔ پھر جن حضرات نے جواز کا قول کیا ہے انھوں نے چند شرطیں لگائیں ہیں۔

۱ راوی الفاظ اور اس کے مقصد کو جانتا ہو۔

۲ اور ان عوارض سے باخبر ہو جو اس کے معانی کو محال بناتے ہیں۔

مصنفہ کتب سے معنی روایت اور الفاظ کا بدلنا جائز نہیں، کیونکہ یہ صرف ضرورت کے تحت تھا، جب کوئی کلمہ راوی سے غائب ہو جاتا۔ لیکن احادیث کے کتابیں تحفظ کے بعد روایۃ بالمعنی کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ روایت بالمعنی کرنے والے کو "او کما قال" جیسے الفاظ کہنا چاہیے۔

حدیث میں لحن (قراءت میں خطا) اور اس کے اسباب

1. نحو ولغت کی تعلیم کا فقدان: حدیث کے طالب علم کے لیے نحو اور لغت سیکھنا ضروری ہے تاکہ وہ لحن اور تصحیف سے محفوظ رہے۔ حماد بن سلمہ فرماتے ہیں: جو شخص نحو کا علم حاصل کیے بغیر حدیث طلب کرتا ہے، اس کی مثال اس گدھے کی مانند ہے جس پر دانہ رکھنے کی جھول تو ہو، لیکن اس میں جو (خوراک) نہ ہو۔"

2. کتب و صحیفوں سے حدیث اخذ کرنا اور اساتذہ سے نہ لینا: حدیث حاصل کرنے کا سب سے قوی طریقہ شیوخ سے سماع یا قراءت ہے۔ صرف کتابوں سے حدیث لینا طالب علم کو تصحیف اور غلطی میں مبتلا کر سکتا ہے۔ علماء قدیم نے

تاکید کی: **"قرآن اس سے نہ سیکھو جو اسے مصحف سے لیتا ہے، اور حدیث اس سے نہ سیکھو جو اسے کتابوں سے اخذ کرتا ہے۔"**

غریب الحدیث

غریب لغۃ میں کہتے ہیں اپنے اقارب سے دور ہونے کو یہاں وہ الفاظ مراد ہیں جن کا معنی پوشیدہ ہو

اصطلاحی تعریف. وہ لفظ جو حدیث کے متن میں واقع ہوا ہو اس طور پر کہ اس کا معنی پوشیدہ اور فہم سے بعید ہو قلۃ استعمال کی وجہ سے۔

اس فن کی اہمیت

یہ فن انتہائی اہم ہے، اور اس سے ناواقفیت قابلِ مذمت سمجھی جاتی ہے، مگر اس میں غور و فکر مشکل ہے۔ اس میں مشغول شخص کو درست راستہ اختیار کرنا چاہیے اور محض ظن و گمان پر نبی کریم ﷺ کے کلام کی تفسیر سے گریز کرنا چاہیے۔ سلف ہمیشہ تحقیق اور ثبوت کو ترجیح دیتے تھے۔

غریب لفظ کی عمدہ تفسیر

غریب الفاظ کی بہترین تفسیر وہ ہے جو دوسری روایت میں وضاحت سے آجائے، جیسے "علی جنبٍ" کی تفسیر حضرت علیؓ کی حدیث میں "دائیں پہلو پر، قبلہ رخ" کے الفاظ سے ہوئی۔

الفصل الثانی

روایۃ کے آداب اس میں دو بحثیں ہیں

١ محدث کے آداب

٢ طالب علم کے آداب

بحث اول

محدث کے آداب

تمہید۔ حدیث کا علم افضل عبادت اور بہترین ہنر ہے، اس لیے اس کے حامل کو عالی اخلاق، عمدہ عادات اپنانے اور سکھائی گئی باتوں پر خود عمل کرنے کا التزام کرنا چاہیے۔

وہ مشہور امور جن کے ساتھ محدث کا آراستہ ہونا ضروری ہے

1. نیت کی درستگی: شہرت اور دنیاوی مفاد سے بچتے ہوئے نیت خالص رکھے۔
2. حدیث کی نشرواشاعت: مقصد حدیث پہنچانا اور زیادہ اجر حاصل کرنا ہو۔
3. بزرگوں کی موجودگی میں احتیاط: یعنی عمر و علم میں برتر افراد کی موجودگی میں حدیث بیان نہ کرے
4. راہنمائی: اگر کسی اور کے پاس بہتر علم ہو تو سائل کو اس کی طرف رہنمائی کرے۔
5. نیت کی اصلاح کی امید: جس کی نیت صحیح نہ ہو، اسے حدیث بیان کرنے سے نہ روکے، کیونکہ اس کی نیت درست ہو سکتی ہے۔
6. مجلسِ حدیث: اگر حدیث سکھانے کا اہل ہو تو مجلس منعقد کرے، کیونکہ یہ روایت کا اعلیٰ درجہ ہے۔

جب مجلس املاء میں محدث حاضر ہو تو کن افعال کا کرنا مستحب ہے

1. صفائی و خوشبو: داڑھی صاف کرے، خوشبو لگائے۔
2. وقار و دبدبہ: حدیث کی عظمت کے پیش نظر رعب و احترام سے بیٹھے۔
3. برابری: تمام حاضرین پر یکساں توجہ دے، کسی ایک کو خاص نہ کرے۔
4. حمد و ثنا: مجلس میں داخل ہوتے وقت اللہ کی حمد و ثنا کرے۔
5. سادگی: ایسی باتوں سے بچے جو حاضرین کی سمجھ سے باہر ہوں۔
6. دلچسپی: مجلس کے آخر میں حکایات و لطائف سے دلوں کو سکون دے۔

محدث کیلئے کون سی عمر میں حدیث بیان کرنی چاہیے

ایک قول پچاس سال اور ایک چالیس سال اور اس کے علاوہ بھی اقوال ہیں صحیح یہ ہے جب وہ حدیث بیان کرنے کا اہل ہو جائے اور اس کی حاجت ہونے لگے تو وہ حدیث بیان کرنے لگے خواہ کوئی بھی عمر ہو۔

آداب طالب حدیث

طالب حدیث کے آداب بلند اخلاق اور حدیث کے شرف کے مطابق ہونے چاہئیں۔کچھ آداب محدث کے ساتھ مشترک ہیں، جبکہ کچھ طالب حدیث کے لیے مخصوص ہیں۔

وہ آداب جن میں محدت کے ساتھ شریک ہے

1نیت کی درستگی: اخلاص کے ساتھ حدیث طلب کر

2دنیاوی مقاصد سے اجتناب: حدیث کو صرف دنیاوی فائدے کے لیے نہ سیکھے، ورنہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا۔

3. عمل: سنی ہوئی احادیث پر خود عمل کرے۔

وہ آداب جن میں محدث سے الگ ہے

1. دعا: حدیث کے ضبط اور فہم میں اللہ سے توفیق و مدد طلب کرے۔

2. کوشش: حدیث کے حصول میں مکمل محنت اور توجہ دے۔

3. اساتذہ کا انتخاب: اپنے شہر کے بہترین عالم سے سماع کی ابتدا کرے۔

4. استاد کا احترام: استاد کی تعظیم کرے، رضا حاصل کرے اور اس کی سختی پر صبر کرے۔

5. علم بانٹنا: حاصل شدہ فوائد ہم جماعتوں سے نہ چھپائے، کیونکہ علم نشر کرنے کے لیے ہوتا ہے۔

6. بے خوفی: علم حاصل کرنے میں حیاء یا بڑھاپے کو رکاوٹ نہ بننے دے، چاہے استاد کم عمر ہو۔

7. فقہ و فہم: صرف حدیث سننے اور لکھنے پر اکتفانہ کرے بلکہ اس کا فہم بھی حاصل کرے۔

8. کتب حدیث کی ترتیب: صحیحین کو مقدم رکھے، پھر سنن، بیہقی، مسانید، علل، اسماء الرجال اور شرحِ حدیث کی کتب کا مطالعہ کرے۔

الباب الرابع

سند اور جو اس کے متعلق ہے اس کے بیان میں اس باب میں دو فصلیں ہیں 1 لطائف اسناد 2 رواۃ کی معرفت

الفصل الاول

یہ سات امور پر مشتمل ہے ۱ الإسناد العالی والنازل ۲ المسلسل ۳ روایۃ الاکابر عن الاصاغر

۴ روایۃ الآباء عن الابناء ۵ روایۃ الابناء عن الاباء ۶ المدبج وروایۃ الاقران ۷ السابق والاحق

۱ الإسناد العالی والنازل

اسناد اس امت کی ایک خاص فضیلت ہے جو پچھلی امتوں کو حاصل نہیں ہوئی۔ یہ دین میں انتہائی اہمیت کی حامل ہے، کیونکہ اس پر اعتماد کیے بغیر کوئی بھی من مانی بات کہہ سکتا ہے۔ امام ثوری کے مطابق اسناد مومن کا اسلحہ ہے، جبکہ امام احمد بن حنبل عالی سند کے طلب کو اسلاف کی سنت قرار دیتے ہیں۔

عبداللہ بن مسعود اور حضرت عمرؓ حدیث کے لیے سفر کرتے تھے، اور بہت سے صحابہ نے بھی عالی سند کے حصول کے لیے سفر کیے، جیسے حضرت ابوایوب اور حضرت جابر۔ اسی وجہ سے حدیث کے لیے سفر مستحب ہے۔

تعریفه

لغة: عالی علو سے اسم فاعل ہے نزول کی ضد نازل نزول سے اسم فاعل ہے

اصطلاحی تعریف

الإسناد العالی. وہ سند جس کے راویوں کی تعداد اسی حدیث کی دوسری سند کے وارد ہونے کی بنسبت کم ہو

الإسناد النازل. وہ سند جس کے رجال کی تعداد اسی حدیث کے دوسری سند کے رجال کے وارد ہونے کی بنسبت زیادہ ہوں

علو کی اقسام

علو کی بنیادی پانچ اقسام ہیں ان میں سے ایک علو مطلق ہے اور باقی علو نسبی ان کا یوں خلاصہ کیا جا سکتا ہے

1. **علو مطلق** : صحیح، عیوب سے پاک سند اور رسول اللہ کے قریب تعلیم حاصل کرنا، جو بلند ترین درجے کا علو ہے۔

2. **ایمہ حدیث کا قرب**: کسی معتبر امام حدیث کے قریب ہونا، چاہے بعد میں اعداد کی مقدار زیادہ ہو، بشرطیکہ سند کی صحت برقرار رہے۔

3. **کتب صحاح ستہ اور دیگر معتمد کتابوں کی روایت سے علو**

اس میں درج ذیل پہلو شامل ہیں:

موافقت: جب مصنف کے شیخ تک سند ایک طریقے سے کم واسطوں کے ذریعے پہنچے۔

بدل: کسی اور سند کے ذریعے کم واسطوں سے روایت کی جائے۔

مساوات: سند میں واسطوں کی تعداد برابر ہو۔

مصافحہ: مصنف اور شاگرد کے درمیان سند کی تعداد برابر ہو، جسے مصافحہ کہتے ہیں۔

4. **راوی کی وفات کے مقدم ہونے سے علو**: جو راوی جلد وفات پاتا ہے، اس کی سند کو ترجیح دی جاتی ہے؛ مثلاً، وہ روایت زیادہ بلند مقام رکھتی ہے جس میں بیہقی کی وفات ابن خلف سے پہلے ہوئی ہو۔

5. **سماع کے مقدم ہونے سے علو**: جو شخص پہلے شیخ سے سماع کرتا ہے، اس کی روایت کو بلند درجہ دیا جاتا ہے نسبتاً بعد میں سماع کرنے والے کے۔

یہ مختصر خلاصہ اس بات کو اجاگر کرتا ہے کہ حدیث کی روایت میں علو (بلندی) مختلف پہلوؤں سے حاصل کی جاتی ہے، جن میں سند کی صحت، روایت کے ذرائع، واسطوں کی تعداد، اور راوی کی زندگی کے عوامل شامل ہیں۔

اقسام النزول

نزول کی بھی 5 قسمیں ہیں جو علو کی ضد ہیں پس علو کی ہر قسم کی ضد نزول کی قسم ہو گی

علو افضل ہے یا نزول افضل ہے

جمہور علماء نے فرمایا: علو نزول سے افضل ہے ۔

کیونکہ علو سے حدیث میں خلل یا نقص کا امکان کم ہو جاتا ہے۔ابن المدینی کہتے ہیں کہ "النزول شوم "نزول یعنی سند کی کمی نحوست کا باعث ہے۔

تاہم، اگر نزول والی سند کے رجال میں زیادہ ثقہ، احفظ یا افقہ موجود ہوں تو نزول افضل قرار دیا جائے گا۔

۲ المسلسل

یہ رباعی سے اسم مفعول ہے بمعنی ایک شی کا دوسری شیٔ کے ساتھ متصل ہونا .

اصطلاحی تعریف. حدیث کے سند کے رجال کا ایک صفت یا حالت پر لگاتار ہونا اور یہ تسلسل کبھی رواۃ کے لیے ہوتا ہے اور کبھی روایۃ کے لیے یعنی مسلسل اسے کہتے ہیں جس کی سند کے رجال تسلسل اختیار کریں خواہ وہ اپنی ایک صفت میں اشتراک ہو یا ایک حالت میں اشتراک ہو یا روایۃ کی کسی ایک صفت میں اشتراک ہو .

مسلسل کی قسمیں

تعریف سے یہ واضح ہے تسلسل کی تین قسمیں ہیں ۱ رواۃ کے احوال میں تسلسل ۲ رواۃ کی صفات میں تسلسل ۳ روایۃ کی صفات میں تسلسل

رواۃ کے احوال کا تسلسل

رواۃ کے احوال کا تسلسل کی اقسام اور مثالیں

مسلسل حدیث وہ ہوتی ہے جس میں راویوں کا کوئی قولی یا فعلی عمل مسلسل چلا آرہا ہو۔

1. قولی مسلسل کی مثال: حضرت معاذ بن جبل کی حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اے معاذ! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، پس ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا کیا کر. (اخرجہ ابوداؤد)

اس حدیث میں ہر راوی نے اپنے شاگرد سے یہی الفاظ نقل کیے، لہذا یہ قولی مسلسل ہے۔

2. فعلی مسلسل کی مثال: حضرت ابوہریرہ کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے ہاتھ میں انگلیاں ڈالیں اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے زمین کو ہفتہ کے دن پیدا فرمایا۔" (اخرجہ الحاکم)

تمام راویوں نے یہ حدیث اسی فعل (تشبیک) کے ساتھ بیان کی، لہٰذا یہ فعلی مسلسل ہے۔

3. قولی و فعلی مسلسل کی مثال: حضرت انس بن مالک کی حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بندہ ایمان کی مٹھاس نہیں پا سکتا جب تک تقدیر (اچھی اور بری) پر ایمان نہ لائے۔" اور ساتھ ہی اپنی داڑھی مٹھی میں پکڑی۔

اس میں قول اور فعل دونوں مسلسل ہیں، کیونکہ ہر راوی نے یہی الفاظ دہرائے اور یہی عمل دہرایا۔

راویوں کی صفات میں مسلسل حدیث

1. قولی صفات میں مسلسل: سورت کی قرأت سے متعلق حدیث میں ہر راوی تسلسل سے یہی بیان کرتا ہے کہ فلاں نے اسے اسی طرح پڑھا۔ قولی صفات اور قولی احوال میں زیادہ فرق نہیں ہوتا۔

2. فعلی صفات میں مسلسل: یہ راویوں کے نام، صفات یا نسبتوں میں یکسانیت پر مشتمل ہوتا ہے، جیسے:

مسلسل محمد (تمام راویوں کا نام محمد ہو)

مسلسل فقہاء (تمام راوی فقیہ ہوں)

مسلسل دِمَشْقِیِینَ (تمام کا تعلق دمشق سے ہو)

روایت کی صفات میں مسلسل حدیث

1. اداء کے صیغوں میں مسلسل: جب ہر راوی تسلسل سے سَمِعْتُ یا أَخْبَرَنَا جیسے الفاظ استعمال کرے۔

2. روایت کے زمانے میں مسلسل: جب حدیث مسلسل کسی خاص وقت، جیسے عید کے دن، روایت کی جائے۔

3. روایت کے مکان میں مسلسل: جب حدیث کسی مخصوص جگہ، جیسے ملتزم میں دعا کی اجابت، سے متعلق ہو۔

افضل ترین مسلسل: وہ ہے جو سماع کے اتصال کو ثابت کرے اور تدلیس سے پاک ہو۔

فائدہ: یہ ضبط حدیث کی مضبوطی اور راویوں کے حفظ پر دلالت کرتا ہے۔

کیا پوری سند میں تسلسل کے پائے جانے کی شرط ہوگی

نہیں کیونکہ تسلسل کبھی درمیان میں ٹوٹ جاتا ہے البتہ اس حالت میں محدثین کہتے ہیں یہ فلاں تک مسلسل ہے صحۃ و تسلسل کے درمیان کوئی ربط نہیں کیونکہ بہت کم مرتبہ مسلسل خلل و ضعف سے پاک ہوتی ہے

۳ روایۃ الاکابر عن الاصاغر

اکابر اکبر کی جمع ہے اور اُصاغر اُصغر کی

اصطلاحی تعریف۔ایک شخص اس سے روایت کرے جو عمر یا مرتبہ میں یا علم وحافظہ میں اس سے کم ہو۔

تشریح: یہ وہ روایت ہے جب کوئی راوی ایسے شخص سے حدیث لے جو

1. عمر میں اس سے چھوٹا ہو یا طبقے میں نیچے ہو، جیسے صحابہ تابعین سے روایت کریں۔
2. علم اور حفظ میں کم ہو، جیسے کوئی عالم یا حافظ کسی شیخ (صالح) سے روایت کرے، چاہے وہ شیخ عمر میں بڑا ہو۔

نوٹ: صرف عمر یا طبقے میں بڑا ہونا کافی نہیں، بلکہ علمی برتری بھی ضروری ہے، ورنہ اسے اکابر کی روایت عن اصاغر نہیں کہا جائے گا۔

اکابر کی روایت عن اصاغر کی اقسام: اس کی 3 قسمیں بنتی ہیں

1. عمر اور طبقے میں برتری: جیسے صحابہ تابعین سے روایت کریں۔
2. علمی مقام میں برتری: جیسے امام مالک کا عبداللہ بن دینار سے روایت کرنا۔
3. عمر، علم اور منزلت میں برتری: جیسے امام برقانی کا خطیب بغدادی سے روایت کرنا۔

ثبوت روایۃ الاکابر عن الاصاغر

۱ صحابہ کا تابعین سے روایت کرنا ثابت ہے جیسے عبادلۃ کا کعب الاحبار سے روایت کرنا۔

۲ تابعی کا تبع تابعین سے روایت کرنا بھی ثابت ہے جیسے یحیی بن سعید کا مالک سے روایت کرنا۔

اکابر کی روایت عن اصاغر کے فوائد:

1. مروی عنہ کا راوی سے بڑا اور فضیلت والا ہونا ضروری نہیں۔
3. سند میں انقلاب (قلب) کا وہم نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ عمومی روایت کا انداز برعکس ہوتا ہے۔

۴روایۃ الاباء عن الابناء

تعریفہ.سند حدیث میں باپ اپنے بیٹے سے روایۃ کرے

فوائدہ.تاکہ گمان نہ کیا جائے سند کے انقلاب یا سند میں خطا کا اسلئے کہ اصل یہ ہے کہ بیٹا باپ سے روایۃ کرے یہ علماء کے تواضع پر دلالت کرتا ہے کہ علم کسی سے بھی لے سکتے ہیں اگرچہ وہ مرتبہ و عمر میں کم ہو

۵روایۃ الابناء عن الاباء

1.**تعریف**:راوی کا صرف باپ یا باپ اور دادا سے روایت کرنا۔

2.**اہم قسم**:جب باپ یا دادا کا نام ذکر نہ ہو، تو شناخت کے لیے تحقیق ضروری ہوتی ہے۔

3.**اقسام**:اس کی دو قسمیں ہیں

صرف باپ سے روایت، جیسے ابو العشراء عن أبیہ۔

باپ اور دادا سے روایت، جیسے عمرو بن شعیب عن أبیہ عن جدہ۔

4.**فوائد**:

جب نام صراحتاً نہ ہو تو تحقیق درکار ہوتی ہے۔

"جد" سے مراد بیٹے کا دادا ہے یا باپ کا، اس کی وضاحت ضروری ہے۔

٦المدبج وروایۃ الاقران

تعریف الأقران

اقران قرین کی جمع ہے بمعنی دوست وساتھی

اصطلاحی تعریف:جو عمر اور سند میں ہم پلہ ہوں یعنی ایک دوست دوسرے دوست سے حدیث روایت کرے

تعریف المدبج

یہ تفعیل سے اسم مفعول ہے بمعنی مزین کرنا

اصلاحی تعریف. دو ساتھیوں میں سے ہر ایک دوسرے سے روایت کرے، جیسے صحابہ میں: حضرت عائشہ کا ابو ھریرہ سے اور ابو ھریرہ کا عائشہ سے۔

تابعین میں: الزھری کا عمر بن عبد العزیز سے اور عمر بن عبد العزیز کا الزھری سے

فوائدہ: سند میں زیادتی کا گمان نہ کیا جائے اور عن کو واو سے بدلنے کا گمان نہ کیا جائے

السابق والاحق

سابق ولاحق کی اصطلاح کا خلاصہ

1. تعریف:

سابق: پہلے وفات پانے والا راوی۔

لاحق: بعد میں وفات پانے والا راوی۔

اصطلاحی تعریف

ایک شیخ سے روایت میں دو راوی شریک ہوں لیکن ان کی وفات میں طویل فرق ہو۔

مثالیں: محمد بن اسحاق السراج: ان سے امام بخاری (متوفی 256ھ) اور احمد بن محمد الخفاف (متوفی 393ھ) نے روایت کی، ان کی وفات میں 135+ سال کا فرق ہے۔

امام مالک: ان سے امام زہری (متوفی 124ھ) اور احمد بن اسماعیل اسمی (متوفی 259ھ) نے روایت کی، ان کی وفات میں بھی 135 سال کا فرق ہے۔

3. **فائدے:** استاد کے علمی مرتبے کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔

لاحق راوی کی سند میں انقطاع کا شبہ ختم ہو جاتا ہے۔

الفصل الثانی

راویوں کی پہچان

١ صحابہ کرام کی پہچان

٢ تابعین کی پہچان

٣ بھائیوں اور بہنوں کی پہچان

٤ المتفق اور المفترق

٥ الموتلف اور المختلف

٦ المتشابہ

٧ المھمل

٨ مبہمات کی پہچان

٩-وحدان کی پہچان

١٠ ان راویوں کی پہچان جنہیں کئی نام یا مختلف صفات سے یاد کیا جاتا ہے

١١ ناموں، کنیتوں اور لقبوں میں سے مفردات کی پہچان

١٢ ان کے ناموں کی پہچان جو اپنی کنیتوں سے مشہور ہیں

١٣ القاب کی پہچان

١٤ ان کی پہچان جو اپنے باپوں کے غیر کی طرف منسوب ہیں

١٥ ان نسبتوں کی پہچان جو اپنے ظاہر (معنی) کے خلاف ہیں

١٦ راویوں کے تاریخ کی معرفة

١٧ ثقات میں سے مختلط راویوں کی پہنچان

١٨ علماء اور راویوں کے طبقوں کی پہچان

١٩ راویوں اور علماء میں سے الموالی کی پہچان

٢٠ ثقہ اور ضعیف راویوں کی پہچان

٢١ شہروں اور وطنوں کی پہنچان

۱صحابہ کی معرفت

صحابی کی تعریف

لغوی طور پر "صحابہ "صحبت سے ہے،

اور اصطلاحاً صحابی وہ شخص جو ایمان کی حالت میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملا اور اسلام پر وفات پائی، اگرچہ درمیان میں مرتد ہوا ہو۔

أهمیتة الصحابة

صحابہ کی معرفت بڑا اہم فائدہ مند علم ہے اور اس کے فوائد میں متصل کو مرسل سے معرفۃ کرنا ہے

صحابی کی پہچان کے طریقے:

1. تواتر (جیسے: ابو بکر، عمر، عشرہ مبشرہ)
2. شہرت (جیسے: ضمام بن ثعلبہ)
3. صحابی کی خبر
4. ثقہ تابعی کی گواہی
5. خود کا دعویٰ بشرطِ وہ عادل ہو اور دعوی ممکن ہو

تمام صحابہ عادل تھے، انہوں نے روایت میں جھوٹ اور تحریف سے اجتناب کیا۔ ان کی عدالت مسلم ہے، اس لیے ان کی تمام روایات قبول کی جاتی ہیں۔ جو صحابہ فتنوں میں شامل رہے، ان کے اجتہاد پر اجر ملے گا، اور ان کے بارے میں حسنِ ظن رکھا جائے گا کیونکہ وہی شریعت کے حامل اور خیر القرون کے افراد ہیں۔

بکثرت حدیث روایت کرنے والے صحابہ:

1. ابوہریرہ(5374احادیث)
2. عبداللہ بن عمر(2630)
3. انس بن مالک(2286)
4. عائشہ صدیقہ(2210)
5. ابن عباس(1660)
6. جابر بن عبداللہ(1540)

زیادہ فتویٰ دینے والے صحابہ میں سب سے زیادہ فتوے حضرت ابن عباس سے مروی ہیں۔ دیگر بڑے مفتی صحابہ چھ ہیں: **حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت اُبی بن کعبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابو درداءؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔**

عبادلہ سے مراد وہ صحابہ ہیں جن کا نام عبداللہ تھا، اگرچہ ان کی تعداد تقریباً300 تھی، لیکن یہاں خاص طور پر چار مشہور صحابہ مراد ہیں:

1. حضرت عبداللہ بن عمرؓ
2. حضرت عبداللہ بن عباسؓ
3. حضرت عبداللہ بن زبیرؓ
4. حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ

صحابہ کی تعداد: تقریباً1,14,000(ابوزرعہ الرازی کے مطابق)۔

صحابہ کے طبقے: ابن سعد کے مطابق 5 طبقات، امام حاکم کے مطابق 12 طبقات۔

افضل ترین صحابہ: ۔ابو بکر صدیق ⟵ عمر فاروق ⟵ عثمان ⟵ علی. پھر عشرہ مبشرہ، پھر بدر، احد، بیعت رضوان کے صحابہ۔

اسلام لانے میں سبقت:

1. **مرد**: ابو بکر صدیق
2. **بچے**: علی بن ابی طالب
3. **عورت**: خدیجہ بنت خویلد
4. **آزاد کردہ غلام**: زید بن حارثہ
5. **غلام**: بلال بن رباح

آخری فوت ہونے والے صحابی:

ابوالطفیل عامر بن واثلہ (100ھ میں وفات)۔

٢معرفة التابعين

تابعی کی تعریف: تابعی وہ شخص ہے جس نے اسلام کی حالت میں کسی صحابی سے ملاقات کی ہو اور اسی حالت میں وفات پائی ہو۔

تابعین کے فوائد: تابعین کی شناخت سے متصل اور مرسل احادیث میں فرق کیا جاسکتا ہے۔

تابعین کے طبقے

1. امام مسلم نے تین طبقے بنائے۔
2. ابن سعد نے چار طبقے بنائے۔
3. امام حاکم نے پندرہ طبقے بنائے، پہلا طبقہ عشرہ مبشرہ سے ملاقات کرنے والوں کا ہے۔

مخضرمون: وہ لوگ جنھوں نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا، اسلام قبول کیا، لیکن آپ ﷺ کو دیکھا نہیں۔ ان کی تعداد تقریباً 20 ہے

فقہائے سبعہ: مدینہ کے سات بڑے تابعی فقہاء یہ ہیں

1. سعید بن مسیب
2. قاسم بن محمد
3. عروہ بن زبیر
4. خارجہ بن زید
5. ابو سلمہ بن عبدالرحمن
6. عبیداللہ بن عتبہ
7. سلیمان بن یسار

افضل ترین تابعی

مدینہ میں: سعید بن مسیب

کوفہ میں: اویس قرنی

بصرہ میں: حسن بصری

ابو بکر بن ابی داؤد نے کہا: افضل تابعیات: حفصہ بنت سیرین، عمرہ بنت عبد الرحمن اور ام الدرداء صغری۔

۳ (بھائی بہنوں کی پہچان) کا تعارف

یہ محدثین کے ہاں ایک اہم علم ہے جس میں راویوں کے سلسلہ نسب اور بھائی بہنوں کی پہچان کی جاتی ہے تاکہ غیر بھائیوں کو غلطی سے بھائی نہ سمجھا جائے۔

فائدہ: اس علم کی مدد سے والد کے نام کی مشابہت کی وجہ سے غیر بھائیوں کو حقیقی بھائی سمجھنے کی غلطی سے بچا جا سکتا ہے، جیسے عبد اللہ بن دینار اور عمرو بن دینار، جو بھائی نہیں ہیں۔

مثالیں:

1. دو بھائی (صحابہ): عمر اور زید (بیٹے خطاب کے)
2. تین بھائی (صحابہ): علی، جعفر، عقیل (بیٹے ابو طالب کے)
3. چار بھائی (تبع تابعین): سہیل، عبد اللہ، محمد، صالح (بیٹے ابو صالح کے)
4. پانچ بھائی (تبع تابعین): سفیان، آدم، عمران، محمد، ابراہیم (بیٹے عیینہ کے)
5. چھ بھائی (تابعین): محمد، انس، یحییٰ، معبد، حفصہ، کریمہ (اولاد سیرین کی)
6. سات بھائی (صحابہ): نعمان، معقل، عقیل، سوید، سنان، عبد الرحمن، عبد اللہ (بیٹے مقرن کے)

یہ ساتوں مہاجر صحابی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ سب غزوہ خندق میں شریک تھے۔

۴ متفق اور مفترق

اصطلاحی تعریف: یہ وہ راوی ہوتے ہیں جن کے نام، والد کے نام، کنیت یا نسبتیں لکھنے اور بولنے میں ایک جیسی ہوتی ہیں، مگر اصل میں وہ مختلف افراد ہوتے ہیں۔

مثالیں:

1.الخلیل بن احمد: اس نام کے چھ راوی ہیں، جن میں ایک سیبویہ کے استاد ہیں۔

2.احمد بن جعفر بن حمدان: ایک ہی دور میں چار اشخاص اس نام کے تھے۔

3.عمر بن خطاب: اس نام کے چھ افراد ہیں۔

اہمیت اور فائدہ: یہ علم اس لیے ضروری ہے کہ کئی بار مختلف راویوں کو ایک ہی شخص سمجھنے کی غلطی ہو جاتی ہے۔

بعض اوقات ایک نام کے دو راویوں میں سے ایک ثقہ اور دوسرا ضعیف ہوتا ہے، جس کی پہچان ضروری ہے تاکہ درست روایت کو قبول کیا جاسکے۔

اس علم کا پیش کرنا کب اچھا ہے

اگر دو یا زیادہ راوی ایک ہی زمانے میں ہوں اور ان کے شیوخ یا شاگرد مشترک ہوں تو ان کے فرق کو بیان کرنا زیادہ اہم ہو جاتا ہے، ورنہ مختلف زمانے کے راویوں میں ایسا التباس نہیں ہوتا۔

۵ المؤتلف اور المختلف

اصطلاحی تعریف: یہ وہ راوی ہیں جن کے نام، لقب، کنیت یا نسبتیں لکھنے میں ایک جیسی ہوتی ہیں، لیکن تلفظ میں مختلف ہوتی ہیں۔

مثالیں

سَلَام اور سَلّام

مِسْوَر اور مُسَوَّر

البَزَّاز اور البَزّار

الثَّوری اور التَّوَّزی

ضابطہ: بعض ناموں کا کوئی اصول نہیں، انہیں یاد رکھنا ضروری ہے

کچھ نام مخصوص کتابوں میں ایک خاص اصول کے تحت آتے ہیں، جیسے موطّا اور صحیحین میں "یَسَار" شین کے ساتھ جبکہ دیگر جگہ "بَشَّار" سین کے ساتھ پڑھا جائے گا۔

کچھ نام عمومی اصول کے تحت آتے ہیں، جیسے "سَلَّام" ہمیشہ تشدید کے ساتھ ہوگا، سوائے پانچ مخصوص مواقع کے۔

اہمیت اور فائدہ:

یہ علم اسماء الرجال میں نہایت اہم ہے۔ علی بن مدینی کے مطابق، زیادہ تر تصحیف (غلط تلفظ) راویوں کے ناموں میں ہوتی ہے، کیونکہ ان کے تلفظ کو قیاس سے درست نہیں کیا جاسکتا۔ اس علم کی مدد سے راویوں کے ناموں میں غلطی اور التباس سے بچا جاسکتا ہے۔

٦ المتشابہ

اصطلاحی تعریف: وہ راوی جن کے نام تلفظ اور خط میں ایک جیسے ہوں، لیکن باپوں کے نام تلفظ میں مختلف ہوں نہ کہ خط میں۔ یا اس کا برعکس ہو کہ راوی کا نام تلفظ میں مختلف ہو

مثالیں:

محمد بن عُقَیل اور محمد بن عَقِیل (نام متفق، باپ کے نام تلفظ میں مختلف)

شُرَیح بن النعمان اور سُرَیج بن النعمان (باپ کا نام متفق، راوی کا نام مختلف)

اہمیت: یہ علم راویوں کے ناموں کے صحیح ضبط، حفظ، اور تصحیف و وہم سے بچاؤ کے لیے ضروری ہے۔

متشابہ کی دوسری قسم

1. جزوی اختلاف — جیسے محمد بن حنین اور محمد بن جبیر (صرف ایک یا دو حرف کا فرق)

2. تقدیم وتاخیر — جیسے الأسود بن یزید اور یزید بن الأسود

3 حرفی اختلاف — جیسے أیوب بن سیّار

اور أیوب بن یسارؔ

7. المهمل

اصطلاحی تعریف: راوی دو ایسے شخصوں سے روایت کرے جو اسم یا باپ کے اسم میں متفق ہوں اور کوئی ایسی علامت نہ ہو جو دونوں میں تمیز کر سکے۔

اهمال کب نقصان دہ ہوتا ہے؟

اگر ایک راوی ثقہ اور دوسرا ضعیف ہو، تو یہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے حدیث ضعیف شمار ہو سکتی ہے۔

اگر دونوں راوی ثقہ ہوں، تو حدیث پر کوئی منفی اثر نہیں پڑتا۔

مثالیں:

1. جب دونوں ثقہ ہوں: صحیح بخاری میں امام بخاری نے "احمد" سے روایت کی، جو احمد بن صالح یا احمد بن عیسیٰ ہو سکتے ہیں، لیکن دونوں ثقہ ہیں، اس لیے کوئی نقصان نہیں۔

2. جب ایک ثقہ ہو اور دوسرا ضعیف: سلیمان بن داؤد اگر خولانی ہوں تو ثقہ، اور اگر یَمامی ہوں تو ضعیف ہیں۔

مهمل اور مبهم میں فرق

مهمل: میں نام ذکر ہوتا ہے لیکن تعین نہیں ہوتی۔

مبهم: میں نام ہی ذکر نہیں ہوتا۔

۸ معرفۃ المبھمات

لغوی: ابہام سے ماخوذ ہے، جو ایضاح (وضاحت) کی ضد ہے۔

اصطلاحی: متن یا اسناد میں کسی راوی یا اس سے متعلقہ فرد کا نام بغیر تعیین کے مبہم طور پر ذکر ہو۔

فائدے

1. اگر سند میں ہو: راوی کی ثقاہت یا ضعف معلوم کر کے حدیث کی صحت یا ضعف کا فیصلہ کیا جا سکے۔
2. اگر متن میں ہو: واقعہ کے صاحب یا سائل کی پہچان ہو، تاکہ فضیلت یا مذمت کا صحیح تعین ہو سکے اور غلط فہمی سے بچا جا سکے۔

پہچان کے ذرائع

دیگر روایات میں صراحت ہو۔اہل علم نے اس کا نام واضح کیا ہو۔

اقسام: (ابہام کی شدت کے لحاظ سے)

1. "رجل" یا "امرأة" ⟶ مثال: ابن عباس کی حدیث میں "ایک آدمی" (جو اقرع بن عابس ہیں)۔
2. "ابن" یا "بنت" ⟶ مثال: ام عطیہ کی حدیث میں "نبی اکرمؐ کی بیٹی" (جو زینبؓ ہیں)۔
3. "عم" یا "عمة" ⟶ مثال: رافع بن خدیج کی حدیث میں "ان کے چچا" (جو ظہیر بن رافع ہیں)۔
4. "زوج" یا "زوجہ" ⟶ مثال: سبیعہ کی حدیث میں "ان کے شوہر" (جو سعد بن خولہ ہیں)۔

یہ علم حدیث میں راویوں اور واقعات کی درست شناخت کے لیے نہایت اہم ہے۔

۹ وحدان کی پہچان

لغوی: "وحدان" واحد کی جمع ہے۔

اصطلاحی تعریف: ایسے راوی جن سے آگے روایت صرف ایک ہی راوی کرتا ہو۔

فائدہ

مجہول العین کی پہچان ہوتی ہے۔

اگرراوی صحابی نہ ہوتواس کی روایت مردود ہوتی ہے۔

مثالیں

1.صحابہ میں:

عروہ بن مضرس ⟵ ان سے صرف شعبی روایت کرتے ہیں۔

مسیب بن حزن ⟵ ان سے صرف ان کے بیٹے سعید روایت کرتے ہیں۔

2.تابعین میں:

ابوالعشراء ⟵ ان سے صرف حماد بن سلمہ روایت کرتے ہیں۔

کیا بخاری ومسلم میں وحدان کی روایات ہیں؟

امام حاکم کے مطابق شیخان (بخاری ومسلم) نے وحدان سے روایت نہیں لی۔

لیکن جمہور محدثین کے نزدیک صحیح بخاری میں صحابہ میں سے وحدان کی کئی احادیث موجود ہیں، جیسے: ابوطالب کی وفات پر حضرت مسیب کی حدیث (بخاری ومسلم میں)۔

قیس بن ابی حازم کی حدیث جو وہ مرداس اسلمی سے روایت کرتے ہیں (بخاری میں)۔

۱۰ان راویوں کی پہچان جنہیں کئی ناموں یا مختلف صفتوں سے یاد کیا جاتا ہے

تعریف: ایسا راوی جسے مختلف ناموں، لقبوں یا کنیتوں سے ذکر کیا جاتا ہو، خواہ یہ اختلاف فردی ہو یا اجتماعی۔

مثال: محمد بن السائب الکلبی کو بعض نے ابوالنضر، بعض نے حماد بن السائب اور بعض نے ابوسعید کہا ہے۔

فائدے

1.ایک ہی شخص کے مختلف ناموں کی شناخت سے التباس ختم ہوتا ہے اور متعدد شخصیات کا گمان دور ہوتا ہے۔

2.تدلیس شیوخ کا انکشاف ہوتا ہے۔

خطیب بغدادی کا اس اسلوب کا استعمال:

خطیب بغدادی اپنی کتابوں میں مختلف ناموں سے روایت کرتے ہیں، جیسے ابو القاسم الازہری، عبید اللہ بن ابی الفتح الفارسی اور عبید اللہ بن احمد بن عثمان المصیرفی، حالانکہ یہ سب ایک ہی راوی ہیں۔

۱۱ أسماء وکنیات والقاب کے مفردات کی پہچان

مفردات وہ نام، کنیت یا لقب ہوتے ہیں جو کسی ایک صحابی، راوی یا عالم سے مخصوص ہوں اور جن میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو۔ یہ عام طور پر نادر اور غریب نام ہوتے ہیں، جن کا تلفظ مشکل ہوتا ہے۔

فائدہ

ان مفرد ناموں کی شناخت سے تصحیف اور تحریف سے بچاؤ ممکن ہوتا ہے۔

مثالیں

1. اسماء:

صحابہ میں: اجمد بن عجیان، سندر

غیر صحابہ میں: اوسط بن عمرو، ضریب بن نقیر بن سمیر

2. کنیتیں:

صحابہ میں: ابو الحمراء جن کا نام (ہلال بن الحارث)

غیر صحابہ میں: ابو العبیدین جن کا نام (معاویہ بن سبرہ)

3. القاب:

صحابہ میں: سفینہ جن کا نام (مہران)

غیر صحابہ میں: مندل جن کا نام (عمرو بن علی الغزی)

۱۲ کنیت سے مشہور راویوں کی پہچان

اس بحث کا مقصد

یہ بحث ان راویوں کے ناموں کی تحقیق سے متعلق ہے جو اپنی کنیتوں سے مشہور ہیں تاکہ ہر ایک کا غیر معروف نام معلوم ہو سکے اور کسی شخصیت کو غلطی سے دو مختلف افراد نہ سمجھا جائے۔

فائدہ: بعض اوقات ایک شخصیت کو مختلف جگہوں پر کبھی نام سے اور کبھی کنیت سے ذکر کیا جاتا ہے، جس سے اشتباہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اس تحقیق سے ایسے شبہات دور کیے جا سکتے ہیں۔

تصنیف کا طریقہ: کنیتوں کو حروفِ تہجی کے مطابق ترتیب دے کر ہر کنیت کے ساتھ اس کا اصل نام ذکر کیا جاتا ہے۔

کنیتوں کی اقسام اور مثالیں:

1. جس کی کنیت ہی اس کا نام ہو: جیسے ابو بلال اشعری۔
2. جو اپنی کنیت سے مشہور ہو، نام معلوم نہ ہو: جیسے ابو اناس (صحابی)۔
3. جسے کنیت کے ساتھ لقب بھی دیا گیا ہو: جیسے ابو تراب (حضرت علی) اور ان کی کنیت ابو الحسن۔
4. جس کی دو یا زیادہ کنیتیں ہوں: جیسے ابن جریج (ابو الولید اور ابو خالد)۔
5. جس کی کنیت میں اختلاف ہو: جیسے اسامہ بن زید (ابو محمد، ابو عبداللہ، ابو خارجہ)۔
6. جس کی کنیت معروف ہو لیکن نام میں اختلاف ہو: جیسے ابو ہریرہ (مشہور نام: عبدالرحمن بن صخر)۔
7. جس کی کنیت اور نام دونوں میں اختلاف ہو: جیسے سفینہ (نام کے مختلف اقوال: عمیر، صالح، مہران — کنیت: ابو عبد الرحمن، ابو البختری)۔
8. جو نام اور کنیت دونوں کے ساتھ مشہور ہو: جیسے سفیان ثوری، امام شافعی، امام احمد بن حنبل (تمام کی کنیت: ابو عبد اللہ) اور ابو حنیفہ (نعمان بن ثابت)۔
9. جو کنیت کے ساتھ زیادہ مشہور ہو باوجودیکہ نام معروف ہو: جیسے ابو ادریس الخولانی (نام: عائذ اللہ)۔

10 جو نام کے ساتھ زیادہ مشہور ہو باوجودیکہ کنیت معروف ہو: جیسے طلحہ بن عبید اللہ، عبد الرحمن بن عوف، حسن بن علی (تمام کی کنیت: ابو محمد)۔

۱۳ القاب کی پہچان

تعریف: لقب ایسی صفت کو کہتے ہیں جو کسی شخص کی بلندی یا پستی، مدح یا مذمت کو ظاہر کرے۔

مقصد: راویوں اور محدثین کے القاب کی تحقیق اور ضبط، تاکہ ایک شخصیت کو مختلف القاب کی وجہ سے الگ الگ افراد نہ سمجھا جائے۔

فائدہ:

1. القاب کو نام سمجھنے کی غلطی سے بچا جا سکتا ہے۔
2. لقب کی حقیقت اور وجہ معلوم ہونے سے دھوکہ نہیں ہوتا۔

القاب کی اقسام:

اس کی دو قسمیں ہیں

1. **ناپسندیدہ القاب:** وہ جنہیں صاحبِ لقب پسند نہیں کرتا، جیسے:

الضال: (معاویہ بن عبد الکریم) مکہ کے راستے میں گم ہونے کی وجہ سے۔

الضعیف: (عبد اللہ بن محمد) کمزور جسم کی وجہ سے، حدیث میں نہیں۔

2. **پسندیدہ القاب:** وہ جنہیں صاحبِ لقب قبول کرتا ہے، جیسے:

غندر: (محمد بن جعفر) شور مچانے کی عادت کی وجہ سے۔

غنجار: (عیسیٰ بن موسیٰ التیمی) سرخ رخساروں کی وجہ سے۔

صاعقة: (محمد بن ابراہیم) تیز حافظے اور شدید مذاکرے کی وجہ سے۔

مشکدانہ: (عبد اللہ بن عمر اموی) فارسی میں کستوری کے برتن کا مفہوم دیتا ہے۔

مطین: (ابو جعفر الحضرمی) بچپن میں پانی میں کھیلنے پر ملا لقب

۱۴۔ان کی پہچان جو اپنے آباء کے سوا کسی اور کی طرف منسوب ہیں

مقصد: وہ راوی جو اپنے والد کے بجائے کسی اور (ماں، دادی، دادا، مربی یا کفیل) کی طرف منسوب ہیں،

فائدہ: ان کی اصل نسبت معلوم کرنا تاکہ ان کے متعدد ہونے کا شبہ دور ہو جائے۔

اقسام اور مثالیں

1. ماں کی طرف نسبت:

معاذ، معوذ اور عوذ (عفرا کی طرف نسبت، جبکہ والد الحارث تھا)۔

بلال بن حمامہ (حقیقت میں بلال بن رباح)۔

محمد بن حنفیہ (ان کے والد علی بن ابی طالب)۔

2. دادی کی طرف نسبت:

یعلی بن منیہ (منیہ ان کی دادی، والد امیہ)۔

بشیر بن خصاصیہ (خصاصیہ تیسری پشت میں دادی، والد معبد)۔

3. دادا کی طرف نسبت:

ابو عبیدہ بن الجراح (حقیقت میں عامر بن عبد اللہ بن الجراح)۔

احمد بن حنبل (نسب: احمد بن محمد بن حنبل)۔

4. اجنبی کی طرف نسبت:

مقداد بن اسود (حقیقت میں مقداد بن عمرو الکندی، کیونکہ اسود بن عبد یغوث نے متبنی بنایا تھا)۔

۱۵ ان نسبتوں کی پہچان جو اپنے ظاہری معنی کے خلاف ہیں

تمہید: بعض راوی اپنی نسبتیں اصل مفہوم سے مختلف حاصل کرتے ہیں؛ یہ نسبتیں عارضی حالات یا مخصوص واقعات کی بناپر دی جاتی ہیں۔

فائدہ: اس بحث سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ ان نسبتوں کا اصل مقصد مستقل شناخت نہیں بلکہ کسی عارضی واقعہ یا مخصوص حالت کی عکاسی کرنا ہوتا ہے۔اس طرح، جب ایک راوی مختلف مواقع پر مختلف نسبتوں سے منسوب ہوتا ہے تو اس کا صحیح مفہوم اور عارضی وجہ واضح ہو جاتی ہے، جس سے شناخت میں ابہام دور ہو جاتا ہے۔

مثالیں:

ابو مسعود البدری: بدر میں قیام کی وجہ سے بدر سے منسوب۔

یزید الفقیر: زخمی ہونے کی بناپر فقیر کہلائے۔

خالد الخذاء: موچیوں کے پاس بیٹھنے کی وجہ سے موچی سے منسوب۔ ہوئے اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ان نسبتوں کے پیچھے عارضی حالات کا اثر ہوتا ہے، جس سے شناخت میں وضاحت پیدا ہوتی ہے۔

۱۶ رواۃ حدیث کی تاریخ کی معرفت

تعریف: راویوں کی تاریخوں سے مراد ان کی پیدائش، وفات، سماع کے اوقات اور زندگی کے دیگر واقعات کی تعیین ہے۔

اس فن سے مراد اس فن میں "تواریخ" سے مراد راویوں کی تاریخِ پیدائش، تاریخِ وفات، اپنے شیوخ سے سماع کے اوقات، اور مختلف علاقوں میں آمد کے زمانے کی معلومات ہیں۔

اہمیت: اس فن سے راویوں کی سچائی اور سند کی جانچ ممکن ہوتی ہے، جھوٹ اور غلط نسب کے دعووں کو رد کیا جا سکتا ہے، اور متصل و منقطع اسناد کی پہچان ہوتی ہے۔

مثالیں

صحابہ اور ابتدائی محدثین کی عمریں اور وفات کے اوقات (مثلاً حضرت ابو بکر، عمر، عثمان، حضرت علی)۔

ائمہ اور فقہاء (مثلاً ابو حنیفہ، مالک، شافعی، احمد بن حنبل)۔

حدیث کی معتمد کتابوں کے مؤلفین (مثلاً بخاری، مسلم، ابوداود، النسائی، ابن ماجہ)۔

۸۷ مختلط ثقہ راویوں کی معرفت

اصطلاحی تعریف: اختلاط سے مراد راوی کی عقل یا ترتیب و تنظیم میں بگاڑ ہے، جو بڑھاپے، نابینی یا کتابوں کے جل جانے وغیرہ کی وجہ سے واقع ہوتا ہے۔

مختلطین کی اقسام

بڑھاپے سے اختلاط (مثلاً عطا بن السائب)

نابینی سے اختلاط (مثلاً عبدالرزاق بن ھمام)

دیگر اسباب سے اختلاط (مثلاً کتابوں کا جلنا جیسے عبداللہ بن لھیعہ)

مختلط روایت کا حکم

اختلاط سے پہلے کی روایات قبول ہیں

اختلاط کے بعد یا شک والے روایات مسترد ہیں

اہمیت: یہ فن راویوں کی اختلاط کے بعد بیان کردہ مردود روایات کو پہچان کر صحیح روایت کی تمیز میں مدد دیتا ہے۔

بخاری و مسلم کا موقف

دونوں نے صرف اختلاط سے پہلے کی روایات نقل کیں۔

۱۸ علماء و رواۃ کے طبقات کی معرفت

تعریف

لغوی معنوں میں طبقہ سے مراد وہ قوم ہے جو ایک دوسرے کے تشابہ ہوں۔

اصطلاحی طور پر، وہ جماعت یا قوم جو راویوں کی عمر، یا سند میں یا صرف سند میں مماثل پائی جاتی ہے۔

فائدہ: اس درجہ بندی سے نام یا کنیت میں مشابہت رکھنے والے راویوں میں اختلاف اور ابہام دور ہوتا ہے، جس سے حقیقی مراد اور عنعنہ کی شناخت ممکن ہو جاتی ہے۔

بسا اوقات دو راوی ایک اعتبار سے ایک طبقہ میں اور ایک اعتبار سے دو طبقے میں شمار ہوتے ہیں جیسے:

1. حضرت انس بن مالک اور دوسرے اصغار صحابہ کو صرف اُن کی شناخت کے اعتبار سے ایک ہی طبقے میں شمار کیا جاتا ہے، یعنی انہیں عشرہ مبشرہ کے ساتھ شامل کیا جاتا ہے کیونکہ وہ صحابہ کرام ہیں۔
2. لیکن اسلام میں قبولیت کے حوالے سے صحابہ کرام کی درجہ بندی دس سے زیادہ طبقوں پر مشتمل ہے، جس میں حضرت انس بن مالک اور ان کے مشابہ اصغار صحابہ کو مخصوص طور پر شامل نہیں کیا جاتا۔

ناظر پر مناسب طریقہ:

ناظر کو چاہیے کہ وہ راویوں کی درجہ بندی کرتے وقت تمام پہلوؤں کا جائزہ لے، مثلاً پیدائش و وفات اور اسناد کی تفصیلات، تاکہ درست تشخیص اور تفریق ممکن ہو سکے۔

۱۹ راویوں اور علماء میں سے موالی کی پہچان

موالی سے مراد وہ شخص ہے جو عہد و پیمان یا معاہدے کے تحت کسی مالک کے غلام یا آزاد کردہ ہوں، یا کسی غیر کے ہاتھ پر اسلام لایا ہو۔ اس تعریف کے تحت موالی پر لگائے جانے والی نسبتوں سے تداخل اور التباس کو کم کیا جاتا ہے، جس سے قبیلے یا ولاء کی صحیح پہچان ممکن ہوتی ہے۔

موالی کی تین اقسام بیان کی گئی ہیں:

1. **مولی الحلف**: جیسے امام مالک بن انس اصبحی التیمی؛ یہ اپنی اصل قوم (اصبح) سے ہیں لیکن قریش کی شاخ التیم کے ساتھ معاہدہ کی بناپر ان کے حلیف بنے۔

2. **مولی العتاقة**: جیسے ابو البختری الطائی التابعی؛ یہ آزاد کردہ غلام ہیں جنہیں ان کے سردار نے آزاد کردیا۔

3. **مولی الاسلام**: جیسے محمد بن اسماعیل البخاری الجعفی؛ ان کے دادا مجوسی تھے پس یہ اسلام لائے یمان بن اخنس جعفی کے ہاتھ لہذا انہیں ان کی جانب نسبت کردی گئی

یہ درجہ بندی التباس کو دور کرکے راویوں کی صحیح شناخت میں مدد دیتی ہے۔

۲۰ ثقہ اور ضعیف رواۃ کی معرفت

تعریف اور مفہوم:

ثقہ: لغوی معنوں میں "امین"؛

اصطلاحی طور پر، وہ راوی جو عادل، ضابط اور قابل اعتماد ہو۔

ضعیف: لغوی معنوں میں "ضد القوی" یعنی طاقتور کے متضاد؛

اصطلاحی معنوں میں ایسے راوی جن کی ضبط یا عدالت میں عیب ہو۔

.اہمیت اور تصانیف: یہ ایک عظیم علم ہے اس کے واسطہ سے صحیح اور ضعیف کی پہنچان ہوتی ہے

۲۱ راویوں کے وطنوں اور شہروں کی پہچان

1. مفہوم

اوطان (وطن کی جمع) کسی کا پیدائشی یا رہائشی صوبہ یا علاقہ ہوتا ہے۔

بلدان (بلد کی جمع) کسی کا شہر یا بستی ہوتی ہے جہاں وہ پیدا ہوا یا مقیم رہا۔

اس علم سے ان دو راویوں کے درمیان امتیاز ہوتا ہے جن کے نام لفظا ایک جیسے ہوں جب کہ دونوں کے شہر الگ الگ ہوں جس کا معلوم ہونا حدیث کے حفاظ کے لیے ضروری ہے۔

. نسبت کے اصول:

اہل عرب قدیم دور میں اپنے قبیلوں کی طرف منسوب ہوتے تھے، مگر اسلام کے بعد شہروں کی طرف نسبت عام ہوئی۔

اہل عجم ہمیشہ سے اپنی بستیوں اور شہروں کی طرف منسوب ہوتے تھے۔

. نسبت کی صورتیں:

اگر کوئی ایک شہر سے دوسرے میں منتقل ہو تو پہلے شہر کا ذکر کرے، پھر دوسرے کا، جیسے: فلان الحلبی ثم المدنی۔

اگر کوئی کسی بڑے شہر کے تابع بستی میں رہتا ہو تو اس کی جانب کیسے نسبت ہوگی

جائز ہے اس بستی کی طرف اس کی نسبت کی جائے، اور یہ بھی جائز ہے اس شہر کی طرف اس کی نسبت کی جائے

3. یا اس کے علاقے، ضلع یا ملک کی طرف اس کو منسوب کیا جا سکتا ہے۔

مثال: جو شخص الباب کا باشندہ ہے اور یہ (حلب کے تابع) ہے، اور حلب شام کے تابع ہے تو وہ البابی، الحلبی یا الشامی کہلا سکتا ہے۔

4. نسبت کے لیے قیام کی مدت:

کم از کم چار سال قیام کرنے پر نسبت معتبر ہو گی، یہ قول عبد اللہ بن مبارک کا ہے۔

نوٹ

ہم نے "خلاصۃ تیسیر مصطلح الحدیث" کو حتی الامکان اختصار اور آسانی کے ساتھ مرتب کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن بشری تقاضے کے تحت کسی بھی انسان کی کاوش غلطی سے خالی نہیں ہوسکتی۔ اگر قارئین کو کہیں کوئی تسامح، سہو یا علمی سہو نظر آئے تو براہ کرم ہمیں مطلع فرمائیں، تاکہ ہم آئندہ اشاعت میں اصلاح کر سکیں۔

اس نمبر پر رابطہ کریں: 8447437480

آپ کی قیمتی آراء اور مشورے ہمارے لیے نہایت اہم ہیں، اور ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس خدمت کو مزید بہتر انداز میں انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

من جانب: محمد علی حسن ماتریدی